نماز کے مسنون اذکار
حضرت مولانا مفتی محمود اشرف عثمانی صاحب مدظلہم العالی
استاذ الحدیث و مفتی جامعہ دار العلوم کراچی
مکتبہ معارف السنہ
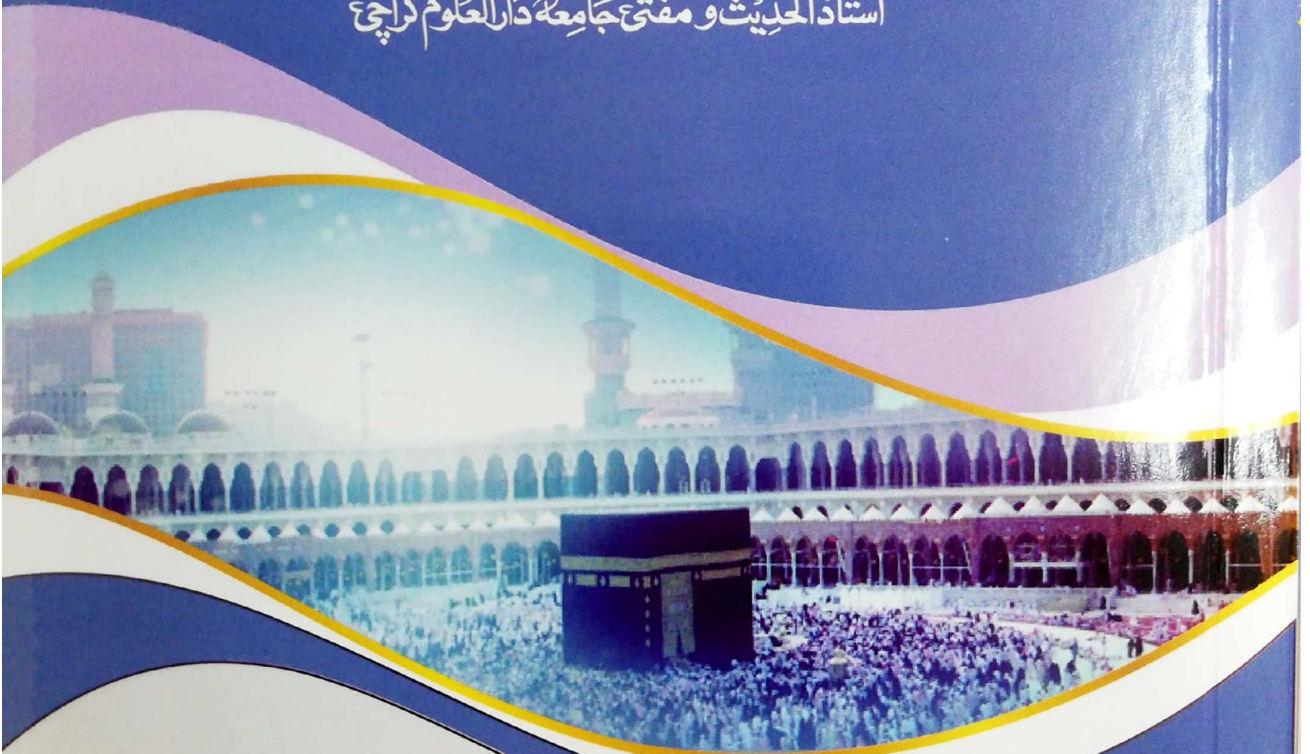
تحریر

حضرت مولانا مفتی محمود اشرف عثمانی صاحب دامت برکاتہم

استاذ الحدیث و مفتی جامعہ دار العلوم کراچی

ناشر

مکتبہ معارف السنۃ

ڈاکخانہ دار العلوم کراچی ۷۵۱۸۰

نام کتاب : نماز کے مسنون اذکار

باہتمام : اشرف برادران سلّمہم الرّحمٰن

طبع جدید : رمضان ۱۴۴۰ھ مطابق مئی ۲۰۱۹ء

ناشر : مکتبہ معارف السُنۃ

ڈاکخانہ دارالعلوم کراچی ۷۵۱۸۰

ملنے کے پتے

☆......مکتبہ دارالعلوم کراچیؒ ......جامعہ دارالعلوم کراچی

☆......ادارہ اسلامیات۔ موہن روڈ، چوک اردو بازار کراچی۔ فون نمبر 021-32722401

☆......ادارہ اسلامیات۔ انارکلی، لاہور۔ پاکستان۔ فون نمبر 042-3753255

☆......ادارہ اسلامیات۔ دینا ناتھ مینشن مال روڈ۔ لاہور۔ فون نمبر 042-37324412

☆......بیت العلوم ....۲۶ نابھہ روڈ۔ لاہور

☆......ادارۃ المعارف ....احاطہ جامعہ دارالعلوم کراچی 75180

☆......مکتبہ معارف القرآن ......احاطہ جامعہ دارالعلوم کراچی 75180

☆......دارالاشاعت ....ایم اے جناح روڈ کراچی نمبر 1

☆......بیت القرآن ....اردو بازار۔ کراچی نمبر 1

☆......بیت الکتب ....نزد اشرف المدارس گلشن اقبال بلاک نمبر 2۔ کراچی

☆......ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ ......بیرون بوہر گیٹ۔ ملتان شہر

☆......ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ جامع مسجد تھانے والی، ہارون آباد۔ بہاولنگر

فہرستِ مضامین

نماز کے مسنون اذکار

(۱)

وضوء اور نماز میں رکوع اور خشوع کا اہتمام

عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ عُثْمَانَ فَدَعَا بِطَهُوْرٍ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَا مِنِ امْرِئٍ مُسْلِمٍ تَحْضُرُهُ صَلَاةٌ مَكْتُوْبَةٌ فَيُحْسِنُ وُضُوْءَهَا وَخُشُوْعَهَا وَرُكُوْعَهَا اِلَّا كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوْبِ مَا لَمْ تُؤْتَ كَبِيْرَةٌ وَذٰلِكَ الدَّهْرَ كُلَّهٗ (صحيح مسلم ۷/۵۵۵)

حضرت عمرو بن سعید بن العاص رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں سیدنا عثمان غنیؓ کے پاس تھا انہوں نے وضو کا پانی منگوایا (پھر سنت کے مطابق وضوء کر کے دکھایا) پھر بتایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ کوئی بھی مسلمان ہو، فرض نماز کا وقت آجائے پھر وہ اچھی طرح وضوء کر کے نماز کے رکوع اور خشوع کو اچھی طرح سے ادا کرے تو گذشتہ تمام گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ جب تک کبیرہ گناہ نہ کیا جائے۔ اور یہ سلسلہ عمر بھر کے لیے ہے

(فتح الملہم ص ۲۹۰ ج ۲ طبع جدید)

راوی: اس حدیث کے راوی خلیفہؒ ثالث سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں جو تعارف

کے محتاج نہیں۔

روایت: اس حدیث کے الفاظ ہم نے صحیح مسلم سے نقل کیے ہیں مگر اس حدیث کے مختلف اجزاء صحیح بخاری، سنن نسائی، سنن ابی داود، جامع ترمذی اور مآخذِ حدیث کی مختلف اہم کتابوں میں بڑی اہمیت کے ساتھ صحیح اسانید سے روایت کیے گئے ہیں۔

اجمالی تشریح

اس حدیث شریف میں یہ اہم بات بیان کی گئی ہے کہ اگر کوئی شخص فرض نماز سے پہلے (۱) اچھی طرح (سنت کے مطابق) وضوء کرے (احسان الوضوء) (۲) پھر نماز پڑھتے وقت اچھی طرح یعنی اطمینان سے رکوع کرے (احسان الرکوع) (۳) نماز میں خشوع کا اچھی طرح خیال رکھے (احسان الخشوع) تو اس نمازی کے تمام پچھلے صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (البتہ ہر کبیرہ گناہ سے بچنا ضروری ہے کیونکہ وہ بغیر سچی توبہ کے معاف نہیں ہوتا) اور نمازی کے تمام پچھلے صغیرہ گناہوں کی معافی کا یہ حکم نمازی کے لیے عمر بھر کے لیے ہے۔

تفصیلی تشریح

اس حدیث شریف میں دن بھر کی پانچوں نمازوں میں سے ہر نماز کی یہ خاصیت ذکر کی گئی ہے کہ اگر آدمی تین چیزوں کو اچھی طرح سے ادا کرلے تو ہر نماز سے پہلے تمام چھوٹے گناہ خود بخود معاف ہو جاتے ہیں، اور اگر آدمی دل سے توبہ بھی کر لے کہ ماضی کے گناہ پر شرمندگی ہو، فی الحال اس گناہ کو چھوڑ دے اور مستقبل میں اس گناہ کے نہ کرنے کا پکا ارادہ کرلے تو کبیرہ گناہ بھی معاف ہو جاتا ہے اور توبہ کرنے والا ایسا ہو جاتا ہے جیسے کہ اس نے گناہ کیا ہی نہیں تھا۔

وہ تین چیزیں جو اس حدیث شریف میں ذکر کی گئی ہیں ان کی مختصر تفصیل درج ذیل ہے:

اچھی طرح وضو کرنا

حسین طریقہ سے وضو کرنا یعنی اچھی طرح وضوء کرنا، وضوء کو حسین بنانے والی کچھ اہم چیزیں یہ ہیں:

(ا) نیت: یعنی دل میں نیت کرنا کہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے پاکی حاصل کرنے کے لیے یا نماز (وغیرہ) کے لیے وضوء کررہا ہوں (دل میں اس ارادہ کا ہوجانا کافی ہے، زبان سے کہنے کی ضرورت نہیں)۔

(ب) شروع میں بسم اللہ پڑھنا

(ج) سنت کے مطابق وضوء کرنا جس کی تفصیل کتابوں میں موجود ہے اور الحمدللہ اکثر مسلمان اسی کے مطابق وضو کرتے ہیں۔

(د) پانی استعمال کرنے میں میانہ روی اختیار کرنا یعنی نہ اتنا کم پانی استعمال کرے کہ وضوء کی کوئی جگہ خشک رہ جائے اور فرض وضوء بھی مکمل نہ ہو۔ اور نہ اتنا پانی بہائے جو فضول خرچی اور پانی ضائع کرنے کے گناہ میں مبتلا ہوجائے۔ یہ دونوں باتیں غلط اور خلاف شریعت ہیں، پہلی صورت میں جب وضوء ہی مکمل نہ ہوا تو نماز کیسے ہوگی؟ اور دوسری صورت میں جب پانی زیادہ بہائے گا تو وضوء تو ہوجائے گا مگر پانی ضائع کرنے اور اسراف یعنی فضول پانی خرچ کرنے کے گناہ میں مبتلا ہوجائے گا اور یہ بڑی بے وقوفی کی بات ہے کہ ایک عبادت کو ادا کرتے وقت آدمی گناہ کا ارتکاب بھی ساتھ ساتھ کرتا رہے۔ اس سے بچنا لازم ہے۔

پانی استعمال کرنے میں احتیاط

پانی استعمال کرنے میں احتیاط کی مزید تفصیل یہ ہے کہ:

(ا) جن علاقوں میں پانی کی کمی ہوتی ہے اور پانی مشکل سے میسر آتا ہے جیسے ہمارے بلوچستان کے بعض علاقے، حجاز اور دوسرے علاقوں کے ریگستان اور پتھریلی زمینیں جہاں بارش بھی بہت کم ہوتی ہے اور پانی کم یا مشکل سے دستیاب ہوتا ہے وہاں اس بات کی تو تسلی

رہتی ہے کہ ان علاقوں کے رہنے والے وضوء میں پانی ضائع نہیں کریں گے، لیکن یہ ڈر رہتا ہے کہ وضوء میں جن اعضاء کو دھونا فرض ہے چہرہ، دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت اور پاؤں ٹخنے سمیت وہ کہیں خشک نہ رہ جائیں۔ ایک حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ:

رَجَعْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِمَاءٍ بِالطَّرِيْقِ تَعَجَّلَ قَوْمٌ عِنْدَ الْعَصْرِ، فَتَوَضَّؤُوا وَهُمْ عِجَالٌ، فَانْتَهَيْنَا اِلَيْهِمْ وَأَعْقَابُهُمْ تَلُوْحُ، لَمْ يَمَسَّهَا الْمَاءُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْلٌ لِّلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ اَسْبِغُوا الْوُضُوْءَ.

(صحیح مسلم ۵۸۲۔ فتح الملہم ص ۳۰۷ ج۲)

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مکہ مکرمہ سے مدینہ واپس آرہے تھے جب ہم راستہ میں ایک پانی پر پہنچنے والے تھے تو عصر کے وقت کچھ لوگ جلدی کرے وہاں پہنچ گئے اور انہوں نے وہاں جلدی جلدی وضوء کیا۔ جب ہم ان کے پاس پہنچے تو ان کی ایڑیاں علیحدہ سے چمک رہی تھیں اور وضوء کا پانی وہاں نہیں لگا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تنبیہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: "وَيْلٌ لِّلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ اَسْبِغُوا الْوُضُوْءَ" یعنی ان ایڑیوں کے لیے آگ کی ہلاکت ہے۔ وضوء مکمل کیا کرو۔

شریعت میں اس بات کی اجازت ہے کہ آدمی وضوء کرتے وقت ہر عضو کو دو دو یا تین تین مرتبہ دھونے کے بجائے صرف ایک ایک مرتبہ دھولے۔ اور ایک ایک مرتبہ دھونے سے بھی شرعاً وضوء ہو جائے گا اور ایسا کرنا خود رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے چنانچہ مشکوۃ المصابیح میں صحیح بخاری کے حوالہ سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث موجود ہے کہ:

قَالَ تَوَضَّأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّةً مَرَّةً لَمْ يَزِدْ عَلٰى هٰذَا. (مشکوۃ عربی :٤٦)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک مرتبہ) صرف ایک ایک مرتبہ وضوء فرمایا اس سے زیادہ نہیں دھویا۔

لیکن یہ بہر حال ضروری ہے کہ وضوء میں جن اعضاء کو دھویا جاتا ہے وضوء میں ان کا کوئی بھی حصہ سوکھا نہ رہے۔ اسی لیے سنت یہ ہے کہ احتیاط کے ساتھ پانی بہاتے ہوئے دوسرے ہاتھ سے عضو کو ملا بھی جائے تاکہ کوئی جگہ خشک نہ رہے۔ جسے عربی زبان میں ''دَلْکَ'' کہا جاتا ہے یعنی وضوء کے اعضاء پر پانی ڈالنے کے ساتھ ان پر ہاتھ پھیرنا اور ملنا نیز ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کے خلال کرنے کا بھی اہتمام کیا جائے۔

۲۔ جن علاقوں میں پانی کی بہتات ہوتی ہے وہاں اس کے برعکس یہ غلطی بکثرت نظر آتی ہے کہ یا تو عضو کو تین مرتبہ سے بھی زیادہ دھولیا جاتا ہے۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے کیونکہ یہ فضول حرکت ہے:

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُهُ عَنِ الْوُضُوْءِ فَأَرَاهُ ثَلَاثًا ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا الْوُضُوْءُ فَمَنْ زَادَ عَلٰى هٰذَا فَقَدْ أَسَاءَ وَتَعَدّٰى وَظَلَمَ۔

(رواہ النسائی وابن ماجہ وروی ابوداود معناہ۔ مشکوۃ ص ٤٧)

ایک دیہاتی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے وضوء کے بارے میں دریافت کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضوء کے اعضاء کو تین تین مرتبہ دھو کر دکھایا پھر فرمایا وضو اس طرح ہوتا ہے اور جس نے اس سے زیادہ کیا اس نے برا کیا، حد سے تجاوز کیا اور ظلم کیا۔

یا ایسے علاقوں میں یہ غلطی ہوتی ہے کہ وضوء میں ضرورت سے زیادہ پانی بہا دیا جاتا ہے

جبکہ وضوء کرتے وقت حاجت سے زائد پانی استعمال کرنا اسراف ہے، جو گناہ ہے اور قرآن مجید میں یہ بھی ارشاد ہے: ﴿ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ ﴾ "بے شک اللہ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا" حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص راوی ہیں:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِسَعْدٍ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ، فَقَالَ مَا هٰذَا السَّرَفُ يَاسَعْدُ، قَالَ أَفِي الْوُضُوْءِ سَرَفٌ، قَالَ نَعَمْ وَإِنْ كُنْتَ عَلٰى نَهْرٍ جَارٍ۔ (رواه أحمد وابن ماجة)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس سے گذرے جو وضو کر رہے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھ کر فرمایا: "اے سعد! یہ فضول خرچی کیسی! انہوں نے عرض کیا کہ کیا وضوء میں بھی فضول خرچی (اسراف) ہوتی ہے، آپؐ نے فرمایا: ہاں اگر چہ تم بہتی نہر پر وضو کر رہے ہو۔

(مشکوۃ۔ مرقاۃ ص۲۹ ج۲)

اسی لیے وضوء میں تین مرتبہ سے زائد وضو کرنا بھی شریعت کے خلاف ہے اور وضو کرتے وقت پانی زیادہ بہانا بھی شریعت کے خلاف ہے، جب سے نلکوں کا رواج ہوا ہے تو وضوء میں پانی کا اندھادھند استعمال کرلیا جاتا ہے اور ایک وضو میں اتنا پانی آدمی بہا دیتا ہے جس سے ایک دو آدمی بآسانی غسل کر سکتے ہیں احقر نے فرانس کے شہر پیرس میں تبلیغی مرکز کی مسجد میں دیکھا کہ انہوں نے وضوخانہ میں نلکے ہی نہیں لگائے بلکہ ایک طرف ایک نلکا تھا جس سے لوگ مٹی کے کھلے برتن میں پانی بھر کر لاتے اور پھر وضوخانہ کی چوکی پر بیٹھ کر اور سامنے وہ برتن رکھ کر اس سے وضوء کرتے جس سے پانی ضائع ہونے سے بچتا۔

احقر نے اپنے ایک بزرگ حضرت مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ کو دیکھا (اور یہی اکابر کا معمول تھا) کہ انہوں نے نلکے کو اتنی احتیاط سے کھولا کہ ایک پتلی سے مہین پانی کی دھار آنی شروع ہوئی۔ جس سے کم دھار شاید ممکن ہی نہ تھی۔ اور انہوں نے اُسی پتلی

سی دھار سے سنت کے مطابق اس طرح وضوء کیا کہ نہ پانی ضائع ہوا نہ سنت کے مطابق وضوء میں کمی آئی۔

دراصل اگر صرف ایک بات ہی کا اہتمام کرلیا جائے کہ جو پانی آپ اپنے جسم پر ڈال رہے ہیں وہ پورا کا پورا آپ ہی کے جسم پر استعمال ہو۔ چھینٹوں کی شکل میں اُڑ اُڑ کر ادھر ادھر ضائع نہ ہو تو آدمی اسراف سے بآسانی بچ سکتا ہے۔(۱)

بہر حال پہلا حکم یہ دیا گیا ہے کہ وضوء اچھی طرح سے کیا جائے کیونکہ وضوء اچھا ہو تو نماز بھی اچھی ہوتی ہے اور اس سے وسوسے بھی کم آتے ہیں۔

۲۔ اچھی طرح رکوع کرنا

دوسری بات جو حدیث میں ارشاد فرمائی گئی وہ یہ کہ رکوع کو حسین بنایا جائے یعنی اطمینان سے رکوع کیا جائے۔ قرآن وحدیث میں رکوع کا خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے بلکہ سورۂ بقرہ کی آیت ۴۳ میں رکوع بول کر پوری نماز مراد لی گئی ہے، ارشاد ہے:

﴿وَارْكَعُوا مَعَ الرّٰكِعِينَ﴾

اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو

اس میں اشارہ ہے کہ رکوع بہت اہتمام سے اور اطمینان سے کرنا چاہئے اور رکوع سجدہ میں جلد بازی ممنوع ہے جس سے کبھی نماز ناقص رہ جاتی ہے اور کبھی نماز درست ہی نہیں ہوتی۔ اسی لیے اگر کوئی شخص مختصر نماز پڑھنا چاہے تو وہ قیام اور قراءت مختصر کرسکتا ہے کہ قیام میں صرف سورۂ فاتحہ اور ﴿ اِنَّآ اَعۡطَيۡنٰكَ الۡكَوۡثَرَ ﴾ کی بمقدار تلاوت کرکے رکوع کرلے مگر رکوع اور سجدہ بہر حال اطمینان سے کرنا چاہئے اس طرح کہ رکوع بھی مکمل ہو اور سجدہ بھی مکمل ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چچا زاد بہن حضرت ام ہانی بنت ابی طالب جو حضرت علیؓ

---

(۱) ۱۹۷۳ء کے حج میں منیٰ میں پانی کی قلت تھی تو ایک لوٹے کے پانی سے ہم تین آدمیوں نے بآسانی وضوء کرلیا تھا کیونکہ سارا پانی جسم پر استعمال ہوا ادھر ادھر ضائع نہیں ہوا۔

کی ہمشیرہ بھی ہیں روایت کرتی ہیں کہ فتح مکہ کے موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر تشریف لائے جہاں آپ نے غسل کیا اور چاشت کے وقت آٹھ رکعت نماز ادا کی وہ فرماتی ہیں:

فَلَمْ أَرَ صَلوٰةً قَطُّ اَخَفَّ مِنْهَا غَيْرَ اَنَّهُ يُتِمُّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُوْدَ. (متفق علیہ)

کہ میں نے کبھی کوئی نماز اتنی مختصر نہیں دیکھی مگر آپ رکوع اور سجود مکمل کررہے تھے۔ (مشکوۃ:۱۱۵)

فتح مکہ کے موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو مصروفیت اور کاموں کا ہجوم ہوگا اس کا اندازہ کرنا مشکل نہیں، اس لیے آپ نے آٹھ رکعتیں بہت مختصر طریقہ سے پڑھیں مگر رکوع اور سجدہ مکمل اور پورا پورا ادا کیا، رکوع اور سجدہ کے مکمل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ رکوع اور سجدہ اس طرح کیا جائے کہ جسم کے اعضاء کی حرکت کم از کم بند ہو جائے۔ اس لیے نماز چاہے طویل ہو یا مختصر مگر رکوع اور سجدہ بہر حال اطمینان سے ادا کرنا لازم ہے۔

۳۔ اچھی طرح خشوع کا اہتمام کرنا

حدیث شریف میں تیسری جس بات کی تاکید کی گئی ہے وہ خشوع کا اہتمام ہے۔

خشوع کے معنی جھک جانے کے بھی آتے ہیں: ﴿اَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِيْنَ آمَنُوْا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ﴾ (الحدید: ۱۶) اور خشوع کے معنی پر سکون ہونے اور سناٹا چھا جانے کے بھی آتے ہیں۔ ﴿وَخَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا﴾ (طٰہ ۱۰۸) قرآن کی سورۃ المؤمنون کی ابتداء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ﴾

(آیت ۱۔۲)

یقینا وہ مؤمن کامیاب ہیں جو اپنی نماز میں خشوع کرنے والے ہیں۔

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:

''خشوع کے لغوی معنی سکون کے ہیں، اصطلاح شرع میں خشوع یہ ہے کہ قلب میں بھی سکون ہو یعنی غیر اللہ کے خیال کو قلب میں بالقصد حاضر نہ کرے اور اعضاء بدن میں بھی سکون ہو کہ عبث اور فضول حرکتیں نہ کرے (بیان القرآن) خصوصاً وہ حرکتیں جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں منع فرمایا ہے، اور فقہاء کرام نے ان کو مکروہاتِ نماز کے عنوان سے جمع کر دیا ہے، تفسیر مظہری میں خشوع کی یہی تعریف حضرت عمرو بن دینارؒ سے نقل کی ہے اور دوسرے بزرگوں سے جو خشوع کی تعریف میں مختلف چیزیں نقل کی گئی ہیں وہ در اصل اسی سکون قلب و جوارح کی تفصیلات ہیں، مثلاً حضرت مجاہدؒ نے فرمایا کہ نظر اور آواز کو پست رکھنے کا نام خشوع ہے، حدیث میں حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' کہ اللہ تعالیٰ نماز کے وقت اپنے بندے کی طرف برابر متوجہ رہتا ہے جب تک وہ دوسری طرف التفات نہ کرے، جب دوسری طرف التفات کرتا ہے یعنی گوشۂ چشم سے دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے رخ پھیر لیتے ہیں۔ (رواہ احمد و ابوداود والنسائی وغیرہم، مظہری)۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انسؓ کو حکم دیا کہ اپنی نگاہ اس جگہ رکھو جس جگہ سجدہ کرتے ہو اور یہ کہ نماز میں دائیں بائیں التفات نہ کرو۔

(رواہ البیہقی فی السنن الکبریٰ، مظہری)

اور حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ نماز میں اپنی داڑھی سے کھیل رہا ہے تو فرمایا ''لَوْ خَشَعَ قَلْبُ هٰذَا لَخَشَعَتْ جَوَارِحُهٗ'' (رواہ الحاکم والترمذی بسند ضعیف) یعنی اگر اس شخص کے دل میں خشوع ہوتا تو اس کے اعضاء میں بھی سکون ہوتا ہے۔ (مظہری)

امام غزالیؒ و قرطبیؒ اور بعض دوسرے حضرات نے فرمایا: کہ نماز میں خشوع فرض ہے اگر پوری نماز خشوع کے بغیر گزر جائے تو نماز ادا ہی نہ ہوگی۔ دوسرے

حضرات نے فرمایا: ''کہ اس میں شبہ نہیں کہ خشوع روح نماز ہے اس کے بغیر نماز بے جان ہے مگر اس کو رکنِ نماز کی حیثیت سے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ خشوع نہ ہوا تو نماز ہی نہ ہوئی اور اس کا اعادہ فرض قرار دیا جائے''۔

حضرت سیدی حکیم الامتؒ نے بیان القرآن میں فرمایا: ''کہ خشوع صحتِ نماز کے لیے موقوف علیہ تو نہیں اور اس درجہ میں وہ فرض نہیں، مگر قبولِ نماز کا موقوف علیہ اور اس درجہ میں فرض ہے۔ حدیث میں طبرانی نے معجم کبیر میں بسند حسن حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ سب سے پہلے جو چیز اس امت سے اٹھ جائے گی یعنی سلب ہو جائے گی وہ خشوع ہے یہاں تک کہ قوم میں کوئی خاشع نظر نہ آئے گا۔

کذا فی مجمع الزوائد (تفسیر معارف القرآن ص ۲۹۵ تا ۲۹۶)

لہٰذا نماز میں خشوع کا مطلب یہ ہوگا کہ:

۱۔ دل اللہ تعالیٰ کی عظمت اور کبریائی کے سامنے جھکا ہوا ہو۔

۲۔ ہاتھ اور پاؤں اور اعضاء پُرسکون ہوں بلاوجہ انہیں حرکت نہ دی جائے۔

۳۔ نگاہ پُرسکون ہو فضول نگاہ اِدھر اُدھر نہ کی جائے۔

۴۔ خیالات پُرسکون ہوں۔ باہر کے خیالات اپنے ارادہ سے نہ لائے جائیں۔ اور اگر باہر کے خیالات خود آئیں (اور شیطان دل میں ڈالے) تو ان کی طرف متوجہ نہ ہو۔

۵۔ توجہ صرف اللہ تعالیٰ کی طرف رکھی جائے یا نماز کی طرف، غیر اللہ کی طرف توجہ نہ ہو، جو نماز اس طرح ادا کی جائے وہ کامیاب ترین نماز ہوگی، اور ایسے مؤمنین کامیاب ہیں جو اپنی نماز میں اس کا اہتمام کرتے ہیں جیسا کہ اوپر ذکر کردہ آیت میں اس کی صراحت ہے۔
﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ﴾ وہ مؤمن کامیاب ہوگئے جو اپنی نماز میں خشوع کرنے والے ہیں۔

خشوع حاصل کرنے کے مزید چند طریقے

۱۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور کبریائی کا زیادہ سے زیادہ استحضار کریں۔

۲۔ یہ خیال کہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوں، میں اللہ تعالیٰ کے سامنے جھک رہا ہوں، میں اللہ تعالیٰ کے سامنے سربسجود ہوں۔ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے قعدہ میں بیٹھا ہوں۔

۳۔ نماز میں قرات ہو یا رکوع سجود وغیرہ کی تسبیحات، انہیں جلدی جلدی ادا نہ کریں بلکہ ٹھہر ٹھہر کر ادا کریں۔ جیسے کچا حافظ سوچ سوچ کر تلاوت کرتا ہے۔

۴۔ تسبیحات گن گن کر طاق عدد ہی میں پڑھیں تا کہ نماز کی طرف اور تسبیحات کی طرف توجہ رہے۔

۵۔ جو کچھ پڑھ رہے ہیں اس کے معنی اور مفہوم کی طرف پوری توجہ رکھیں۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ (اللہ سب سے بڑا ہے) سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم (میں اپنے رب کی پاکی بیان کرتا ہوں جو عظمت والا ہے) سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی (میں اپنے رب کی پاکی بیان کرتا ہوں جو بالا و برتر ہے) وغیرہ وغیرہ۔

۶۔ سورۂ فاتحہ کا ترجمہ تو اکثر مسلمانوں کو آتا ہی ہے اس کی ہر آیت ٹھہر ٹھہر کر ادا کریں اور اس کا ترجمہ سوچتے جائیں۔ خاص طور پر اِہْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ میں سیدھے راستہ کی جب دعا مانگیں تو دل سے مانگیں کیونکہ یہ دعا اللہ تعالیٰ نے ہمیں سکھائی ہے تا کہ ہم مانگیں اور وہ یہ دعا قبول کریں۔

۷۔ اگر موقع مل جائے تو سجدہ میں تسبیحات کے بعد اور قعدۂ اخیرہ میں التحیات اور درود شریف کے بعد قرآن وحدیث کی دعاؤں کا اہتمام کیا جائے۔ اگر نماز میں وسوسے زیادہ آ رہے ہوں تو یہ دعا سجدہ میں، قعدۂ اخیرہ میں اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد کر لی جائے تو امید ہے کہ وسوسوں سے حفاظت ہو کر اللہ تعالیٰ کی پناہ نصیب ہوگی:

❁ رَبِّ اَعُوْذُبِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنَ وَاَعُوْذُبِكَ رَبِّ اَنْ

يَّحۡضُرُوۡنِ﴿﴾ (سورة المؤمنون ٩٧-٩٨)

اے پروردگار میں شیاطین کی چھیڑ چھاڑ سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں اور آپ کی پناہ میں آتا ہوں اس بات سے کہ یہ شیاطین میرے پاس آئیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اچھی طرح وضوء کرنے، صحیح طرح رکوع کرنے اور نماز میں خشوع کا اہتمام کرنے کی توفیق عطا فرمائیں اور مضمون کے شروع میں جو حدیث شریف تحریر کی گئی ہے اس کی برکات ہمیں نصیب فرمادیں۔ آمین۔

وَآخِرُ دَعۡوَانَا اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِيۡنَ۔

❁❁❁❁❁

(۲)

نماز کے دوران مسنون اذکار

ذکراللہ کی اہمیت اوراس کی انواع

ذکراللہ اہم ترین عبادت ہے اور یہ وہ واحد عبادت ہے جسے قرآن حکیم اوراحادیث میں زیادہ سے زیادہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿ يَـا أَيُّهَـا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اذْكُرُوْا اللّهَ ذِكْراً كَثِيْراً ﴿﴾ وَسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَأَصِيْلاً ﴾(سورة الاحزاب آیت ۴۱۔۴۲)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کو بہت زیادہ یادرکھا کرواور صبح شام اس کی تسبیح بیان کرتے رہو۔

اورقرآن مجید میں ان مسلمان مردوں اورعورتوں کی تعریف کی گئی ہے جو کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوں،ارشاد ہے:

﴿ وَالـذَّاكِـرِيْـنَ الـلّـهَ كَثِيْراً وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَأَجْراً عَظِيْمًا﴾(سورة الاحزاب ۳۵)

ترجمہ: اوراللہ کا کثرت سے ذکر کرنے والے مرداور کثرت سے ذکر کرنے والی خواتین،اللہ نے ان کے لئے مغفرت اوراجرعظیم تیارکرکے رکھا ہے۔

پھرذکراللہ کی مختلف صورتیں ہیں:

☆......قرآن حکیم کی تلاوت: جو تمام اذکار میں سب سے افضل ہے

☆......اذکار مسنونہ یعنی مختلف اوقات اور مقامات میں کئے جانے والے ذکر اللہ کے وہ مبارک کلمات جن کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی ہے یا جن پر آپ کا عمل تھا۔

☆......دعاء بھی ذکر ہے اور احادیث میں دعا کو عبادات کا مغز کہا گیا ہے۔ پھر دعاؤں میں افضل قرآن وحدیث کی دعائیں ہیں پھر جو بھی دعا دل سے مانگ لی جائے خواہ کسی زبان میں ہو۔

☆......تسبیح، تحمید، استغفار، درود شریف وغیرہ وغیرہ جیسے ماثور کلمات

☆......اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو سوچنا۔ دل میں اللہ تعالیٰ سے محبت کا رہنا، دل میں خشیت کا استحضار ہونا، حقوق اللہ، حقوق العباد کی ادائیگی کی فکر اور ان کا دھیان رکھنا۔ یہ بھی اللہ کی یاد میں داخل ہے۔

یہ سب اللہ تعالیٰ کو یاد رکھنے یعنی ذکر اللہ کی صورتیں ہیں بلکہ علماء کرام کا مقولہ ہے کل مطیع للّٰہ تعالیٰ فھو ذاکر یعنی جو بھی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والا ہے وہ ذاکر ہے۔

یعنی اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق کسی جائز کام میں بھی لگا ہوا ہو تو وہ شخص اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا ہی سمجھا جائے گا کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والا ہے اور اطاعت بھی ذکر ہی ہے۔

نماز تمام اذکار کا مجموعہ ہے

قرآن مجید میں ہے:

﴿ وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ ﴾ (سورۂ طٰہٰ آیت نمبر ۱۴)

میرے ذکر کے لئے نماز قائم کرو۔

نماز عجیب بلکہ اہم ترین عبادت ہے اس میں تلاوت قرآن بھی ہے، اذکار مسنونہ بھی ہیں، تکبیرات، تسبیح، تحمید، استغفار، درود شریف، صلاۃ وسلام، بھی ہیں، دعا بھی ہے بلکہ قیام،

رکوع، سجدہ اور تشہّد کی صورت میں زبان کے ساتھ ساتھ پورا بدن ذکر اللہ میں منہمک اور مشغول ہو جاتا ہے اسی لئے نماز کو دین کا ستون کہا گیا ہے، آدمی کو تقرب الی اللہ کا جو درجہ ملتا ہے وہ فرض اور نفلی نمازوں ہی سے نصیب ہوتا ہے۔ اس لئے نماز بلاشبہ جامع الاذکار ہے بلکہ ذکر اللہ کی اعلیٰ ترین صورت ہے۔ اسی لئے نماز کو دین کا ستون قرار دیا گیا ہے۔

نماز میں خشوع ضروری ہے

پھر اگر نماز میں دل بھی اللہ تعالیٰ جل شانہ کی طرف جُھکا ہوا ہو تو یہ افضل ترین نماز ہے اور دنیا و آخرت کی کامیابی کی ضامن ہے، قرآن مجید میں ہے:

﴿ قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١﴾ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ﴿٢﴾﴾

(سورۃ المومنون آیت نمبر ا و ۲)

وہ مؤمن کامیاب ہیں جو اپنی نمازوں میں خشوع اختیار کرنے والے ہیں۔

خشوع کا مفہوم جُھکنا اور پرسکون رہنا ہے اس لئے اگر نماز میں دل ودماغ پرسکون ہوں اور ان کا جھکاؤ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف ہو تو یہ خشوع ہے اور اس میں دنیا و آخرت کی کامیابی کی ضمانت ہے۔

اس خشوع کو حاصل کرنے کے لئے بہت ضروری ہے کہ آدمی جب نماز پڑھے تو اس کی توجہ نماز کی طرف رہے۔ نماز کے اذکار کی طرف متوجہ رہے، الفاظ کو دھیان سے ادا کرے، اذکار کی تعداد یاد رکھے اور ان کے معانی کی طرف توجہ رکھے تاکہ خیالات نماز ہی کی طرف پرسکون رہیں اِدھر اُدھر متوجہ نہ ہوں۔

خشوع حاصل کرنے کا ایک طریقہ اذکار مسنونہ

نماز پڑھنے کا جو طریقہ ہمیں بچپن میں سکھایا جاتا ہے اور نماز کے جو اذکار یاد کرائے جاتے ہیں وہ افضل ترین طریقہ اور افضل ترین اذکار ہیں اسی کے مطابق نماز ادا کرنی چاہئے البتہ جو اذکار ہم نے یاد کئے اور ہم پڑھتے ہیں ان کے علاوہ بھی اذکار مسنونہ ہیں اگر

انہیں یاد کرلیا جائے اور قیام، رکوع، قومہ، سجدہ، جلسہ اور قعدہ میں کبھی کبھار ان اذکار کو بھی پڑھا جائے تو نور علی نور ہوگا خاص طور پر نوافل اور تہجد کی نماز میں یہ اذکار تقرب الی اللہ اور خشوع وخضوع کا مؤثر ترین ذریعہ ہیں جن کی ادائیگی سے نماز کی نورانیت میں کہیں سے کہیں اضافہ ہوجائے گا۔ البتہ اس بات کا خیال رکھیں کہ اگر آپ امامت کررہے ہیں تو ان اذکار کی وجہ سے آپ کی نماز مقتدیوں پر بوجھل نہ ہو۔ اور اس کا بھی خیال رکھیں کہ ان اذکار کو ایک دم یاد نہ کریں بلکہ ایک ایک کرکے آرام آرام سے یاد کریں اور جب کوئی ذکر اچھی طرح یاد ہوجائے اس کے بعد ہی اسے نماز میں پڑھیں۔ پکا یاد ہونے سے پہلے وہی اذکار پڑھتے رہیں جو آپ کو پہلے سے اچھی طرح یاد ہیں اور جن پر آپ عمل پیرا ہیں۔

اب نماز کے ہر رکن کے مسنون اذکار میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

تکبیر تحریمہ کے بعد

(۱) عَنْ أَبِی سَعِیدٍ الخُدْرِیِّ، قَالَ: کَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِذَاقَامَ إِلَی الصَّلَاةِ بِاللَّیْلِ کَبَّرَ، ثُمَّ یَقُولُ: سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ، وَتَبَارَکَ اسْمُکَ، وَتَعَالٰی جَدُّکَ، وَلَا إِلٰهَ غَیْرُکَ، ثُمَّ یَقُولُ: اللّٰهُ أَکْبَرُ کَبِیرًا، ثُمَّ یَقُولُ: أَعُوذُ بِاللّٰهِ السَّمِیعِ العَلِیمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیمِ، مِنْ هَمْزِهِ وَنَفْخِهِ وَنَفْثِهِ. (جامع الترمذی ۱/ ۳۲۳)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات میں نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو "اللّٰه أکبر" کہنے کے بعد یہ پڑھتے:

سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ، وَتَبَارَکَ اسْمُکَ، وَتَعَالٰی جَدُّکَ، وَلَا إِلٰهَ غَیْرُکَ۔

ترجمہ: اے اللہ میں آپ کی حمد کے ساتھ آپ کی پاکی بیان کرتا ہوں، آپ کا نام بابرکت ہے، آپ کی شان بلند تر ہے اور آپ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

اس کے بعد آپ یہ بھی کہتے:

اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا، أَعُوذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، مِنْ هَمْزِهِ وَنَفْخِهِ وَنَفْثِهِ

ترجمہ: اللہ سب سے بڑا، بہت کبریائی والا ہے۔ میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں جو سننے والا، جاننے والا ہے، شیطان مردود کے چھیڑنے سے، پھونکنے سے اور تھوکنے سے۔

(۲) عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ، قَالَ:

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو فرماتے:

وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا، وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، إِنَّ صَلَاتِي، وَنُسُكِي، وَمَحْيَايَ، وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، لَا شَرِيكَ لَهُ، وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ،

ترجمہ: میں نے اپنا رخ یکسو ہو کر اس ذات کی طرف پھیر دیا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ بے شک میری نماز، میری عبادت، میری زندگی اور میری موت سب اللہ ہی کے لئے ہے جو جہانوں کا پروردگار ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔ مجھے اسی کا حکم دیا گیا اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔

اللّٰهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَنْتَ رَبِّي، وَأَنَا عَبْدُكَ، ظَلَمْتُ نَفْسِي، وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِي، فَاغْفِرْ لِي ذُنُوبِي جَمِيعًا، إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، وَاهْدِنِي لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِي لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ، وَاصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ عَنِّي سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ، لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِي يَدَيْكَ، وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ، أَنَا بِكَ وَإِلَيْكَ، تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ۔

ترجمہ: اے اللہ آپ بادشاہ ہیں، آپ کے سوا کوئی معبود نہیں، آپ میرے پروردگار ہیں میں آپ کا بندہ ہوں، میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے، میں اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہوں، آپ میرے سب گناہوں کو معاف فرمادیں کہ آپ کے سوا گناہوں کو معاف کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ مجھے اچھے اخلاق کا راستہ سجھا دیجئے کہ اچھے اخلاق کا راستہ دکھانے والا آپ کے سوا کوئی نہیں، مجھ سے بُرے اخلاق کو دور کردیجئے کہ بُرے اخلاق دور کرنے والا آپ کے سوا کوئی نہیں۔ میں حاضر ہوں، اسی میں میری دنیا وآخرت کی سعادت ہے سب خیر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ شر کا آپ سے کوئی تعلق نہیں، میری مدد آپ سے ہے، میں آپ ہی کی طرف رجوع کرتا ہوں، آپ بابرکت ہیں اور بالا وبرتر ہیں، میں آپ سے معافی مانگتا ہوں اور آپ کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

(صحیح مسلم ۵۳۴/۱)

(۳) اور سنن نسائی کی روایت میں یہ اضافہ بھی ہے:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْمَلِكُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ.

ترجمہ: اے اللہ آپ بادشاہ ہیں، آپ کے سوا کوئی معبود نہیں، میں آپ کی حمد کے ساتھ آپ کی پاکی بیان کرتا ہوں۔

(۴) ابوداؤد شریف کی روایت میں ہے کہ جب آپ رات کو تہجد پڑھتے تو نماز کے شروع میں یہ فرماتے:

اللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَإِسْرَافِيلَ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ، اهْدِنِي لِمَا اخْتُلِفَ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِكَ إِنَّكَ تَهْدِي مَنْ تَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ . (سنن أبي داؤد ١/ ٢٠٤)

ترجمہ: اے اللہ جو جبریل، میکائیل، اسرافیل کا پروردگار اور آسمانوں اور زمین

کو پیدا کرنے والا ہے، چھپی اور ظاہر ہر چیز کو جاننے والا ہے، اے اللہ آپ ہی اختلافی معاملات میں اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کرنے والے ہیں، یا اللہ ہر اختلافی مسئلہ میں مجھے اپنے حکم سے حق کی ہدایت عطا کر دیجئے، بے شک آپ جسے چاہیں صراط مستقیم پر چلا سکتے ہیں۔

(۵) ابن ماجہ کی روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ کہنے کے بعد تکبیر اور تلاوت قرآن کے درمیان خاموش ہو جاتے تو میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ تکبیر تحریمہ اور تلاوت کے درمیان خاموش رہ کر کیا پڑھتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا میں یہ کہتا ہوں۔

اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَایَ، كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اَللّٰهُمَّ نَقِّنِيْ مِنْ خَطَايَایَ، كَالثَّوْبِ الْأَبْيَضِ مِنَ الدَّنَسِ، اَللّٰهُمَّ اغْسِلْنِيْ مِنْ خَطَايَایَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ.

(ابن ماجہ ۱/۲۶۴)

ترجمہ: اے اللہ میرے اور میری خطاؤں کے درمیان اتنی دوری فرما دے جتنی دوری آپ نے مشرق اور مغرب کے درمیان کر دی ہے۔ اے اللہ مجھے گناہوں سے اس طرح پاک صاف کر دے جیسے سفید کپڑا میل کچیل سے صاف ہو جاتا ہے۔ اے اللہ میری خطائیں پانی سے، برف سے، اولوں سے دھو دے (یعنی گناہ معاف کر کے دل میں نیکی کی ٹھنڈک ڈال دے)۔

(۶) ابوداؤد کی روایت میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ رات کو تہجد کے لئے کھڑے ہوتے تو یہ فرماتے:

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيَّامُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ أَنْتَ الْحَقُّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ

وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ، اللَّهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ، فَاغْفِرْلِي مَا قَدَّمْتُ وَأَخَّرْتُ وَأَسْرَرْتُ وَأَعْلَنْتُ، أَنْتَ إِلَهِي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْت. (أبوداؤد، ۱:۲۰۵)

ترجمہ: اے اللہ ہر قسم کی تعریف آپ کے لئے ہے۔ آپ آسمانوں اور زمین کا نور ہیں، سب تعریف آپ کے لئے ہے، آپ آسمانوں اور زمین کو تھامنے والے ہیں، ہر تعریف آپ کے لئے ہے، آپ آسمانوں، زمینوں اور ان میں پائی جانے والی تمام مخلوقات کے پروردگار ہیں۔ آپ سراپا حق ہیں، آپ کی بات برحق ہے، آپ کا وعدہ برحق ہے۔ آپ سے ملاقات ہونا برحق ہے، جنت برحق، دوزخ برحق، اور قیامت برحق ہے۔ اے اللہ میں نے آپ کے سامنے سر تسلیم خم کیا، آپ پر ایمان لایا، آپ پر ہی بھروسہ کیا، آپ ہی کی طرف متوجہ ہوں۔ آپ ہی کی مدد سے اپنا دفاع کرتا ہوں، آپ ہی سے فیصلہ کی امید رکھتا ہوں آپ میرے وہ سب گناہ معاف فرمادیں جو میں نے پہلے کئے، بعد میں کئے، چھپا کر کئے یا علانیۃً کئے۔ آپ میرے معبود ہیں، آپ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

رکوع میں

(۱) ابوداؤد، ابن ماجہ اور سنن دارمی کی روایت کے مطابق حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ﴾ (سورۃ الواقعہ کی آخری آیت)

ترجمہ: اپنے عظیم پروردگار کا نام لے کر اس کی پاکی بیان کرو۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اِجْعَلُوْهَا فِي رُكُوعِكُمْ"

یعنی "اپنے رکوع میں یہ تسبیح پڑھا کرو"۔ اسی لئے رکوع میں تین مرتبہ / پانچ مرتبہ یا سات مرتبہ

سبحان ربی العظیم

ترجمہ: میں اپنے عظیم پروردگار کی پاکی بیان کرتا ہوں۔

(مشکوۃ المصابیح عربی ص۸۲)

پڑھنا رسول اللہ ﷺ کے حکم کے مطابق ہے۔ جس پر الحمد للہ ہم سب کا عمل ہے۔

(۲) صحیح مسلم کی روایت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں یہ بھی کہا کرتے تھے:

اللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَلَكَ أَسْلَمْتُ، خَشَعَ لَكَ سَمْعِيُ، وَبَصَرِيُ، وَمُخِّيُ، وَعَظْمِيُ، وَعَصَبِيُ (مسلم)

ترجمہ: اے اللہ! میں نے آپ کے لئے رکوع کیا، میں آپ پر ایمان لایا، میں نے آپ کے لئے سر تسلیم خم کیا، میرا کان، میری نگاہ، میرا مغز (سر) میری ہڈیاں اور میرے پٹھے سب آپ کے سامنے جھکے ہوئے ہیں۔

(۳) اور سنن نسائی کی روایت میں کچھ اضافہ کے ساتھ یہ الفاظ ہیں:

اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَلَكَ أَسْلَمْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ أَنْتَ رَبِّيُ، خَشَعَ سَمْعِيُ وَبَصَرِيُ، وَلَحْمِيُ وَدَمِيُ، وَمُخِّيُ وَعَصَبِيُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ. (سنن النسائی ۱۹۲/٤)

ترجمہ: اے اللہ میں نے آپ کے لئے رکوع کیا، میں آپ پر ایمان لایا، میں نے آپ کے سامنے سر جھکایا اور میں نے آپ پر ہی بھروسہ کیا۔ آپ میرے پروردگار ہیں، میرے کان، میری نگاہ، میرا گوشت، میرا خون، میرا مغز، میرے پٹھے، اللہ رب العالمین کے سامنے جھکے ہوئے ہیں۔

(۴) اور سنن نسائی ہی کی ایک روایت کے مطابق حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز میں شریک ہوگیا تو آپ نے سورۂ بقرہ کے بقدر لمبا رکوع کیا اور آپ رکوع میں یہ الفاظ فرمارہے ہیں:

سُبُحَانَ ذِیُ الُجَبَرُوُتِ وَالُمَلَکُوُتِ وَالُکِبُرِیَاءِ وَالُعَظَمَۃِ ۔

(نسائی ۲/ ۱۹۱)

ترجمہ: میں اس اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں جو طاقت، بادشاہت بڑائی اور عظمت والا ہے۔

(۵) صحیح مسلم کی روایت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں یہ بھی پڑھا کرتے تھے:

سُبُّوُحٌ قُدُّوُسٌ ،رَبُّ الُمَلَائِکَۃِ وَالرُّوُحِ

ترجمہ: سراپا پاکیزہ، سراپا مقدس، ملائکہ اور روح القدس کا پروردگار

(٦) اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سورۃ النصر نازل ہونے کے بعد آپ اپنے رکوع اور سجود میں کثرت سے یہ کلمات کہا کرتے تھے:

سُبُحَانَكَ اللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمُدِكَ اَللّٰھُمَّ اغُفِرُلِیُ

ترجمہ: اے اللہ جو ہمارا پروردگار ہے میں آپ کی حمد کے ساتھ آپ کی پاکی بیان کرتا ہوں اے اللہ میری مغفرت فرمادیں۔ (متفق علیہ، مشکوۃ ص ۸۲)

قومہ میں

سنت یہ ہے کہ رکوع کرنے کے بعد آدمی فوراً سجدہ کی طرف نہ جائے بلکہ سمع الله لمن حمده ربنا لك الحمد کہتا ہوا سیدھا کھڑا ہو جائے یہاں تک کہ کھڑے ہونے کے بعد سارے اعضاء پرسکون ہو جائیں، رکوع کے بعد اس مختصر قیام کو ''قومہ'' کہا جاتا ہے اس میں یہ کلمات بھی حدیث سے ثابت ہیں:

اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَكَ الُحَمُدُ مِلُءَ السَّمَاوَاتِ، وَمِلُءَ الُاَرُضِ، وَمِلُءَ مَابَیُنَھُمَا، وَمِلُءَ مَا شِئُتَ مِنُ شَیُءٍ بَعُدُ (مسلم)

ترجمہ: اے اللہ جو ہمارا پروردگار ہے آپ ہی کے لئے سب تعریفیں ہیں۔ آسمانوں کو بھر کے، زمین بھر کے، آسمانوں اور زمینوں کے درمیان کی سب چیزوں

کو بھر کر، اوراس کے بعد ان کے علاوہ ہر چیز (عرش کرسی وغیرہ وغیرہ) بھر کر۔

سجدہ میں

(۱) ابوداؤد، ابن ماجہ، اور سنن دارمی کی روایت کے مطابق جب سورۃ الأعلی نازل ہوئی اوراس میں حکم دیا گیا:

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى

ترجمہ: اپنے بالا وبرتر پروردگار کے نام کی تسبیح پڑھو

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اِجْعَلُوْهَا فِیْ سُجُوْدِكُمْ" یہ تسبیح تم لوگ سجدہ میں کرو۔ اسی لئے سجدہ میں تین مرتبہ، پانچ مرتبہ یا سات مرتبہ یہ تسبیح پڑھنی سنت ہے۔

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰى

ترجمہ: میں اپنے عالی مرتبت پروردگار کی پاکی بیان کرتا ہوں۔

(۲) صحیح مسلم کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ میں جاتے تو یہ کہتے:

اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَلَكَ أَسْلَمْتُ، سَجَدَ وَجْهِی لِلَّذِی خَلَقَهُ، وَصَوَّرَهُ، وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ، تَبَارَكَ اللهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ۔

اے اللہ میں نے آپ کے لئے سجدہ کیا، میں آپ پر ایمان لایا، میں نے آپ کے لئے سر جھکایا، میرا چہرہ اس ذات کے لئے سجدہ ریز ہے جس نے اسے پیدا کیا، اسے صورت عطا کی، اوراس چہرہ میں سننے اور دیکھنے کی جگہیں رکھیں، اللہ أحسن الخالقین بہت بابرکت ہے۔

(۳) صحیح بخاری کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع اور سجدہ میں بکثرت یہ پڑھتے:

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِی (صحیح بخاری ۱/۶۳)

ترجمہ: اے اللہ جو ہمارا پروردگار ہے میں آپ کی حمد کے ساتھ آپ کی پاکی بیان کرتا ہوں اے اللہ میری مغفرت فرما دیجئے۔

(۴) ابوداؤد کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں یہ بھی پڑھتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِی ذَنْبِی کُلَّهٗ، دِقَّهٗ، وَجُلَّهٗ، وَأَوَّلَهٗ وَآخِرَهٗ، عَلَانِيَتَهٗ وَسِرَّهٗ

ترجمہ: اے اللہ میرے سب گناہ معاف فرما دے، باریک بھی، بڑے بھی، پہلے بھی، بعد کے بھی، کھلے بھی، چھپے بھی۔

(۵) ابوداؤد ہی کی روایت میں یہ دعا بھی منقول ہے

اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَأَعُوْذُ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ، لَاأُحصِی ثَنَاءً عَلَيْكَ، أَنْتَ كَمَاأَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ.

ترجمہ: اے اللہ میں آپ کی ناراضگی سے پناہ لے کر آپ کی رضامندی میں آتا ہوں، آپ کی سزا سے پناہ مانگ کر آپ کی عافیت میں آتا ہوں، آپ کی (سزا) سے آپ ہی کی (رحمت) کی پناہ میں آتا ہوں، میں آپ کی وہ تعریف نہیں کرسکتا جو خود آپ نے اپنے لئے کی ہے۔

(۶) اس کے علاوہ ہر نمازی نماز کے سجدہ میں قرآن وحدیث کی ہر دعا کرسکتا ہے بالخصوص نوافل اور تہجد میں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

أَقْرَبُ مَا يَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَّبِّهٖ وَهُوَ سَاجِدٌ فَأَكْثِرُوا الدُّعَاءَ

(رواہ مسلم)

ترجمہ: بندہ سجدہ کرتے ہوئے اپنے رب کے بہت ہی قریب ہوتا ہے۔ اس لئے سجدہ میں کثرت سے دعا کیا کرو۔ (مشکوۃ۔ مرقاۃ ج۲ ص۳۲۲)

(۷) اور صحیح مسلم کی ایک روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد موجود ہے:

أَلَا إِنِّیْ نُهِيْتُ أَنْ أَقْرَأَ الْقُرْآنَ رَاكِعًا أَوْسَاجِدًا۔ وَأَمَّا الرُّكُوْعُ

فَعَظِّمُوا فِيهِ الرَّبَّ ، وَأَمَّا السُّجُودُ فَاجْتَهِدُوا فِي الدُّعَاءِ فَقَمِنٌ أَنْ يُسْتَجَابَ لَكُمْ (مسلم)

ترجمہ: خبردار مجھے اس سے منع کیا گیا ہے کہ میں رکوع یا سجدہ کی حالت میں قرآن پڑھوں۔ تو تم لوگ رکوع میں رب کی تعظیم کیا کرو (یعنی سبحان ربی العظیم پڑھا کرو)۔ اور سجدہ میں دعا کی کوشش کیا کرو امید ہے کہ تمہاری دعا قبول ہوگی۔

(مرقاۃ۔شرح مشکوۃ ج۲ص۳۱۲)

دوسجدوں کے درمیان دعا

دوسجدوں کے درمیان آدمی بیٹھتا ہے تو اس میں بھی صحیح طریقہ یہ ہے کہ بیٹھنے میں اعضاء پرسکون ہوجائیں دوسجدوں کے درمیان اس بیٹھنے کو "جلسہ" کہا جاتا ہے۔ اس میں یہ دعا پڑھنا حدیث سے ثابت ہے:

(۱) اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَعَافِنِيْ وَارْزُقْنِيْ.

(ابوداؤد، ترمذی)

ترجمہ: اے اللہ مجھے معاف فرمادے، مجھ پر رحم فرما، مجھے ہدایت عطا فرما، مجھے عافیت نصیب فرما اور مجھے رزق عطا فرما۔ (مشکوۃ۔مرقاۃ ج۲ص۳۲۶)

(۲) مختصر پڑھنا چاہے تو یہ مختصر دعا بھی پڑھ سکتا ہے۔

رَبِّ اغْفِرْلِيْ (نسائی، دارمی)

اے میرے پروردگار میری مغفرت فرما۔ (مشکوۃ مرقاۃ ج۲/ص۳۲۶)

قعدۂ اولی اور قعدۂ اخیرہ

دو رکعت مکمّل کرنے کے بعد آدمی جب بیٹھتا ہے تو اسے "قعدہ" کہا جاتا ہے، اگر دو رکعت والی ہی نماز ہو تو اس میں تشہّد (التحیات) کے علاوہ درود شریف اور دعائیں بھی پڑھی جاتی ہیں پھر سلام پھیر دیا جاتا ہے لیکن اگر نماز تین رکعت والی ہو یا چار رکعت والی ہو تو

پہلے اس "قعدہ" میں صرف ''التحیات'' پڑھی جاتی ہے درود شریف اور دعائیں نہیں پڑھے جاتے اور اسے قعدۂ اُولی یعنی پہلا قعدہ کہتے ہیں ۔اس کے بعد تین رکعت والی نماز میں یا چار رکعت والی نماز میں تیسری اور چوتھی رکعت مکمّل کرنے کے بعد نمازی جب دوبارہ بیٹھتا ہے تو اسے ''قعدۂ اخیرہ'' کہتے ہیں اور اس میں التحیات کے علاوہ درود شریف اور دعائیں پڑھنا بھی مسنون ہے۔

(۱) التّحیات (تشہّد) اور تشہّد سیّدنا عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ)

پہلا قعدہ ہو یا قعدۂ اخیرہ دونوں میں بیٹھنے کے بعد سب سے پہلے جو مسنون کلمات پڑھے جاتے ہیں انہیں ''التحیات'' یا ''تشہّد'' کہا جاتا ہے، ''تحیّات'' تعظیمی کلمات کو کہا جاتا ہے اور ''تشہّد'' سے مُراد توحید اور رسالت کی گواہی ہے، یہ کلمات تعظیمی بھی ہیں اور ان میں توحید ورسالت کی گواہی بھی ہے اس لئے ان کلمات کو "تحیات" بھی کہتے ہیں اور ''تشہّد'' بھی ۔قعدہ میں ''التحیّات'' یا تشہّد پڑھنا واجب ہے ۔اور سب سے افضل اور بہتر تشہّد وہی ہے جسے ہم اپنی نمازوں میں پڑھتے ہیں ۔اسے ''تشہّد عبداللہ بن مسعود'' بھی کہا جاتا ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت اہتمام کے ساتھ قرآنی آیت کی طرح یہ تشہّد سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کوسکھایا تھا۔ دیکھیں (صحیح بخاری، فتح الباری ص ۳۱۱، ج ۲ فتح الباری ص ۵٦ ج ۱۱ اور فتح الملہم ص ۲۰۸ ج ۳ طبع بیروت)

اس تشہّد کے کلمات درج ذیل ہیں:

التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَ الصَّلَوَاتُ وَ الطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُه۔

(متفق علیہ اور دیگر کتب احادیث)

ترجمہ: تمام تعظیمی کلمات، تمام بدنی عبادات اور تمام پاکیزہ مالی عبادات اللہ

تعالیٰ ہی کے لئے ہیں۔اے نبی (١) آپ پر سلامتی نازل ہو اور آپ پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔ہم پر بھی سلامتی ہو اور اللہ کے نیک بندوں پر بھی۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

تشہّد سیّدنا عمرؓ بن الخطّاب (رضی اللہ عنہ)

(٢) اسی تشہّد سے ملتا جلتا ایک اور تشہّد سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ یہ تشہّد سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے منبر پر بیٹھ کر لوگوں کو سکھایا تھا اس کے الفاظ یہ ہیں:

التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ، الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ، الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ، الصَّلَوٰتُ لِلّٰهِ ؛ السَّلاَمُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ السَّلاَمُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ .أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. (مؤطا امام مالك)

تشہّد سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی الفاظ کے معمولی فرق کے ساتھ یہ تشہد مروی ہے:

(٣) اَلتَّحِيَّاتُ، الطَّيِّبَاتُ، الصَّلَوَاتُ، الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ،وَأَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ،السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ ،السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ۔(مؤطا امام مالك)

---

(١) نبی کریم ﷺ فداہ ابی و امّی کو یہ خطاب ایسا ہی ہے جیسے ہم خط میں مکتوب الیہ کو السلام علیکم لکھتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ سلام پہنچنا سو فیصد یقینی ہے۔١٢ (فتح الملہم ص ٢٠٩ ج ٣)

آخری قعدہ میں درود شریف

اگر چار رکعت والی یا تین رکعت والی نماز ہو تو دو رکعت کے بعد پہلے قعدہ یعنی قعدۂ اولیٰ میں صرف التحیات یعنی تشہد پڑھا جاتا ہے۔ لیکن اگر نماز دو رکعت والی ہو تو دو رکعت کے بعد جب بیٹھا جائے تو وہ قعدۂ اخیرہ ہی کہلائے گا۔ اسی طرح تین رکعت والی نماز اور چار رکعت والی نماز کے آخر میں جب دوسرا قعدہ کیا جائے گا تو وہ قعدۂ اخیرہ کہلائے گا قعدۂ اخیرہ میں تشہد پڑھنے کے بعد درود شریف بھی پڑھنا ہوگا۔

(۱) ہم لوگ نماز میں جو درود شریف پڑھتے ہیں اسے درود ابراہیمی کہا جاتا ہے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درود کا طریقہ پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کہا کرو:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَاصَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ۔

ترجمہ: اے اللہ محمد اور آل محمد پر رحمتیں نازل فرما جیسے آپ نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر رحمتیں نازل فرمائی ہیں بے شک آپ قابل تعریف عزت والے ہیں۔ اے اللہ محمد اور آل محمد پر برکتیں نازل فرما جیسے آپ نے ابراھیم اور آل ابراھیم پر برکتیں نازل فرمائی ہیں بے شک آپ قابل تعریف عزت والے ہیں۔

(متفق علیه الا أن مسلما لم یذکر علی ابراهیم فی الموضعین مشکوة ص ۸۶)

یہ وہی درود ہے جو الحمد للہ ہم سب اپنی نمازوں کے قعدۂ اخیرہ میں پڑھنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں لیکن اس درود ابراہیمی کے علاوہ بھی کوئی درود شریف جو حدیث سے ثابت

ہو پڑھا جا سکتا ہے۔ (۱)

(۲) صحیح مسلم میں حضرت ابوحمید السّاعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ہم آپ پر درود کیسے بھیجیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کہا کرو:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ، وَعَلٰى أَزْوَاجِهٖ، وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ، وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى أَزْوَاجِهٖ، وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلَ إِبْرَاهِيْمَ، إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ.

(صحیح مسلم ، فتح الملهم ، ص ۲۲۱ ج ۳)

ترجمہ: اے اللہ محمد پر اوران کی زواج واولاد پر رحمتیں نازل فرما جیسے آپ نے آل ابراہیم پر رحمتیں نازل فرمائی ہیں اور محمد اوران کی ازواج واولاد پر برکتیں نازل فرما جیسے آپ نے آل ابراھیم پر برکتیں نازل فرمائی ہیں بے شک آپ قابل تعریف عزّت والے ہیں۔

تشہّد اور درود کے بعد دعا کا اہتمام

قعدۂ اخیرہ یعنی جس قعدہ میں آپ نے سلام پھیر کر نماز ختم کرنی ہے اس قعدہ میں تشہّد اور درود کے بعد قرآن وحدیث کی دعاؤں کا اہتمام کرنا چاہیئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو تشہّد سکھایا تھا تو آخر میں فرمایا تھا کہ (تشہّد اور درود کے بعد) جو دعا چاہو مانگ سکتے ہو۔ اس لئے قعدۂ اخیرہ میں تشہّد اور درود کے بعد قرآن پاک اور حدیث شریف کی ماثور دعاؤں میں

---

(۱) حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ "زاد السعید" میں ایسے ماثور درود شریف جمع کردیئے گئے ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی درود شریف پڑھا جاسکتا ہے۔ بلکہ بعض حضرات روزانہ ایک مرتبہ نماز سے باہر اس رسالہ کے تمام درود شریف کسی وقت پڑھ لیتے ہیں تاکہ سب ماثور درود شریف کی برکات حاصل ہوجائیں۔۱۲

سے کوئی بھی مانگی جاسکتی ہے۔ مثلاً:

رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ ط رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَاب.

(سورة ابراهیم ٤٠، ٤١)

ترجمہ: اے میرے رب مجھے نماز قائم کرنے والا بنادیجئے اور میری اولاد میں سے بھی، اے ہمارے پروردگار میری دعا قبول فرمالیں۔ اے ہمارے پروردگار جس دن حساب قائم ہوگا اس دن میری مغفرت فرمایئے اور میرے والدین کی بھی اور سب ایمان رکھنے والوں کی بھی۔

اسی طرح یہ دعا:

رَبَّنَا آتِنَا فِیْ الدُّنْیَا حَسَنَةً وَفِیْ الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ.

(بقره ٢٠٢)

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔

نیز قرآن کی یہ دعا:

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیَاتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَاماً.

(الفرقان ٧٤)

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار ہمارے ازواج اور ہماری اولاد سے ہمیں آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگار لوگوں کا سربراہ بنادے۔

اور قرآن کی یہ دعا:

رَبَّنَا لَاتُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ج اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ (آل عمران ـ ٨)

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کیجئے۔ اور اپنی خاص رحمت ہمیں عطا فرمایئے۔ بے شک آپ ہی عطا فرمانے والے ہیں۔

اور قرآن کی یہ دعائیں:

لَاۤ اِلٰـهَ اِلَّاۤ اَنۡتَ سُبۡحٰـنَكَ اِنِّىۡ كُنۡتُ مِنَ الظّٰلِمِيۡنَ (الأنبياء ۸۷)

ترجمہ: آپ کے سوا کوئی معبود نہیں آپ کی پاکی بیان کرتا ہوں بے شک میں گناہ گاروں میں سے تھا۔

رَبِّ اغۡفِرۡ وَارۡحَمۡ وَاَنۡتَ خَيۡرُ الرّٰحِمِيۡنَ (المؤمنون ۱۱۸)

ترجمہ: اے میرے رب معاف فرما اور رحم فرما آپ رحم کرنے والوں میں سب سے بہتر ہیں۔

اس کے علاوہ بھی قرآن مجید کی جو دعا آپ مناسب سمجھیں یا جو آپ کے حسب حال ہو وہ آپ سلام پھیرنے سے پہلے مانگ سکتے ہیں۔ (۱)

قعدہ کے آخر میں احادیث شریفہ سے ثابت چند مسنون دعائیں

(۱) صحیح بخاری اور حدیث کی تقریباً سب اہم کتابوں میں مروی ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے کوئی ایسی دعا سکھا دیں جسے میں نماز میں مانگا کروں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کہا کرو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ ظَلَمۡتُ نَفۡسِیۡ ظُلۡماً كَثِیۡرًا ، وَلَا یَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ اِلَّا اَنۡتَ فَاغۡفِرۡلِیۡ مَغۡفِرَةً مِنۡ عِنۡدِكَ وَارۡحَمۡنِیۡ ، اِنَّكَ اَنۡتَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ.

(صحیح بخاری، باب الدعاء فی الصلاۃ ،فتح الباری ص ۱۳۱ ج ۱۱)

---

(۱) نماز کے دوران دو جگہوں میں قرآن وحدیث کی ہر دعا کی جاسکتی ہے ایک سجدہ میں اور دوسرے قعدۂ اخیرہ میں سلام پھیرنے سے پہلے۔۱۲

ترجمہ: اے اللہ میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے اور آپ کے سوا کوئی گناہوں کی مغفرت کرنے والا نہیں ہے تو آپ اپنے پاس سے میری مغفرت کردیں، اور مجھ پر رحم کیجئے۔ بے شک آپ بخشنے والے رحم کرنے والے ہیں۔

(۲) صحیح بخاری، صحیح مسلم وغیرہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں یہ دعا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ ، اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَمِنَ الْمَغْرَمِ ۔

ترجمہ: اے اللہ میں عذاب قبر سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں، اور دجال کے فتنہ سے آپ کی پناہ، اور زندگی اور موت کے فتنوں سے آپ کی پناہ، اے اللہ میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں گناہ سے اور تاوان (قرض وغیرہ) سے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپ "مَغْرَم" (یعنی قرض وتاوان) سے اکثر پناہ مانگتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آدمی پر جب قرض تاوان چڑھ جاتا ہے تو بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ کرتا ہے تو اس کی خلاف ورزی کرتا ہے (مشکوۃ، مرقاۃ ص ۳۴۹ ج ۲)

یعنی قرض، تاوان، دیت، وغیرہ آدمی پر چڑھ جائے تو آدمی کی دنیا بھی مکدّر ہو جاتی ہے اور آخرت کے اعتبار سے بھی طرح طرح کے گناہوں میں انسان مبتلا ہو جاتا ہے اس لئے قرض وغیرہ سے پناہ مانگنی چاہیے۔

(۳) حضرت شدّاد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نماز میں یہ دعا مانگا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ الثَّبَاتَ فِی الْأَمْرِ وَالْعَزِيْمَةَ عَلَى الرُّشْدِ، وَأَسْأَلُكَ شُكْرَ نِعْمَتِكَ وَحُسْنَ عِبَادَتِكَ ، وَأَسْأَلُكَ قَلْباً سَلِيْماً وَلِسَانًا

صَادِقاً، وَخُلُقاً مُسْتَقِيماً، وَأَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَاتَعْلَمُ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَاتَعْلَمُ وَاسْتَغْفِرُكَ لِمَا تَعْلَمُ (۱). اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۔

ترجمہ: اے اللہ میں اہم معاملات میں ثابت قدم رہنے کا اور ہدایت کے پکّے ارادہ کا سوال کرتا ہوں ۔ اے اللہ میں سوال کرتا ہوں کہ آپ کی نعمتوں کا شکر ادا کروں اور آپ کی اچھی عبادت کروں ۔ میں آپ سے مانگتا ہوں کہ میرا دل صاف ستھرا ہو، میری زبان سچّی ہو اور میرے اخلاق میں استقامت ہو۔ اے اللہ جو خیر آپ کے علم میں ہے اس کی درخواست کرتا ہوں اور جو شر آپ کے علم میں ہے اس سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں اور میرے جو گناہ آپ کے علم میں ہیں ان کی مغفرت چاہتا ہوں ۔ بے شک آپ غیب کی باتوں کو جاننے والے ہیں ۔

(نسائی، احمد، حاکم، حصن حصین، مشکوۃ، مرقاۃ ص ۳۵۵ ج ۲)

---

(۱) ایک روایت میں "مِمَّا" کا لفظ ہے وہ بھی درست ہے

(۳)
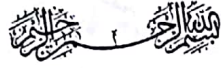
فرض نماز کے بعد کے اذکار

الحمدللہ، دیندار مسلمان فرض نماز مسجد میں باجماعت ادا کرنے کا اہتمام کرتے ہیں جیسا کہ شریعت کا حکم ہے، نماز باجماعت میں امام اور مقتدی کا رشتہ آپس میں بہت پکّا ہوتا ہے، مقتدی امام کی ایک ایک تکبیر اور نقل وحرکت پر ایک رکن سے دوسرے رکن کی طرف منتقل ہوتے ہیں، مقتدیوں کا اپنے ہی جیسے ایک شخص کو اپنا امام بنا کر بے چون وچرا نماز میں اس کی مسلسل پیروی کرنا ہمیں بہت کچھ سکھاتا ہے اور پھر رنگ ونسل سے ماوراء ہو کر نمازیوں کا اکٹھے کھڑے ہو جانا اور وحدہ لاشریک لہ کے حضور سربسجود ہو جانا توحید کا رنگ دلوں میں جما دیتا ہے......﴿ صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ﴾۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہوگئے محمود وایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

فرض نماز میں امام کا یہ اتباع اور نمازیوں کی یہ اجتماعیت نماز ختم ہونے تک ضروری ہے، جب امام نے فرض نماز مکمل کر کے سلام پھیر دیا تو امامت واقتداء کا یہ تعلق ختم ہو جاتا ہے۔ فرض نماز کے سلام کے بعد امام بھی آزاد ہے اور مقتدی بھی۔ نہ امام مقتدیوں کا پابند ہے نہ مقتدی امام کے پابند۔ ان میں سے کوئی بھی اپنی کسی حاجت یا ضرورت کی وجہ سے اٹھ کر چلا جائے تو شرعاً اس پر کسی قسم کی کوئی ملامت نہیں ہے۔ البتہ فرض نماز کے بعد کچھ دیر بیٹھے رہنا اور ذکر اللہ کا اہتمام کرنا مستحب ہے۔ جن فرض نمازوں کے بعد سنتیں پڑھی جاتی

ہیں جیسے ظہر مغرب اور عشاء ان میں یہ بیٹھنا اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا اختصار کے ساتھ یعنی کم وقت کے لئے ہوگا (تا کہ سنتیں جلد پڑھی جا سکیں) البتہ فجر اور عصر کی نماز کے بعد یہ بیٹھنا اور تسبیحات فاطمہ اور ذکر اللہ کا اہتمام کرنا کچھ زیادہ وقت کے لئے ہوگا کیونکہ ان کے بعد سنتوں یا نوافل کی ادائیگی نہیں کی جاتی۔ اس سلسلہ میں کچھ احادیث درج ذیل ہیں:

فرض نماز کے بعد کچھ دیر بیٹھے رہنے کی فضیلت

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ ثُمَّ جَلَسَ فِيْ مُصَلَّاهُ لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّيْ عَلَيْهِ : اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ ۔

(مؤطاالامام مالك،صحيح ابن خزيمه ، مسند احمد)

ترجمه : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں ایک آدمی نماز پڑھے پھر اپنی نماز پڑھنے کی جگہ ہی میں بیٹھا رہے تو فرشتے اس کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں اے اللہ اس پر رحمتیں نازل فرما، اے اللہ اس کی مغفرت فرما، اے اللہ اس پر رحم فرما۔

اس حدیث شریف سے واضح ہے کہ نماز پڑھنے کے بعد اُسی جگہ میں کچھ دیر بیٹھنا اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت کا ذریعہ ہے۔ کیونکہ فرشتے یہ دعائیں اللہ تعالیٰ کے حکم ہی سے کرتے ہیں لہٰذا ان کی دعاؤں کا قبول ہونا اور مغفرت ورحمت کا ملنا یقینی اور برحق ہے[1]۔

جن نمازوں کے بعد متصلاً سنتیں نہیں ہیں جیسے فجر اور عصر کی نماز، ان میں زیادہ دیر بیٹھنا اور ذکر اللہ کا اہتمام کرنا مستحب ہے جبکہ مغرب اور عشاء کی فرض نماز کے بعد چونکہ

---

(۱) اسی لئے فرض نماز ختم ہوتے ہی اٹھ کر بھاگنا نماز کے ادب کے بھی خلاف ہے اور مسجد کے آداب کے بھی خلاف ہے، جس سے بچنا لازم ہے، الا یہ کہ کسی کو کوئی انفرادی عذر ہو تو وہ اٹھ کر جا سکتا ہے اس پر کوئی ملامت نہیں۔

سنتیں جلد ادا کرنا مستحب ہے،اس لئے فرض نماز کے بعد بیٹھنا مختصر ہوگا تا کہ فرشتوں کی دعا بھی مل جائے اور اس کے بعد سنتوں کی جلد ادائیگی کی بھی توفیق ہو جائے کیونکہ فرض نماز اور سنتوں کے درمیان بلاوجہ زیادہ فصل نہیں کرنا چاہئے، خاص طور پر مغرب کی فرض نماز اور سنتوں کے درمیان۔

پیشانی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے دعا پڑھنا

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا صَلّٰى وَفَرَغَ مِنْ صَلَاتِهٖ مَسَحَ جَبْهَتَهُ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى وَقَالَ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِىْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ) اَللّٰهُمَّ اَذْهِبْ عَنِّىْ الْهَمَّ وَالْحُزْنَ

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے اور اپنی نماز سے فارغ ہو جاتے (یعنی سلام پھیر لیتے) تو اپنے دائیں ہاتھ سے اپنی پیشانی صاف کرتے اور یہ فرماتے۔ اللہ کے نام سے جس کے سوا کوئی معبود نہیں جو رحمان ورحیم ہے اے اللہ مجھ سے ہر پریشانی اور غم دور فرمادے۔

(المعجم الاوسط للطبرانی، وزوائد مسند البزار وعمل الیوم واللیلۃ لابن السنی ومجمع الزوائد)

فرض نماز کے بعد پیشانی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اس دعا کے پڑھنے کو کئی علماء نے مستحب قرار دیا ہے، البتہ چونکہ اس حدیث کی جتنی سندیں ہیں اُن میں ضعف ہے اس لئے اس کا درجہ مستحب سے زیادہ کا نہیں ہے۔ لہٰذا اگر کوئی اس مستحب پر عمل نہ کرے تو اس پر نکیر نہیں کی جاسکتی (فتوی جامعہ دار العلوم کراچی ۹۹/۱۸۹۲ اور ۱۰۳۷/۵۰)

فرض نماز کے بعد ذکر اللہ اور دُعا کا اہتمام

فرض نماز سے فارغ ہو جانے کے بعد کچھ دیر (کم یا زیادہ، تھوڑا یا بہت) ذکر اللہ کا اہتمام کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور مسنون ہے، البتہ کوئی ایک ذکر متعیّن نہیں ہے بلکہ احادیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر اللہ (اور دُعا) کے مختلف کلمات ثابت ہیں ان میں جس ذکر کی توفیق ہو جائے باعث اجر وثواب ہے۔ ذکر اللہ کے یہ مختلف ماثور اور مبارک کلمات حدیث شریف کی مستند کتابوں کے حوالہ جات سے درج ذیل ہیں۔ ان میں سے حسب سہولت کسی کو بھی اختیار کر سکتے ہیں اور بدلتے رہیں تو بھی بہتر ہے، واضح رہے کہ ان پندرہ حدیثوں کے علاوہ بھی احادیث ہیں جن میں اذکار بیان کئے گئے ہیں لہٰذا کسی بھی مستند حدیث سے جو ذکر ثابت ہوا اُسے کرنا نعمت ہے اور سنت کا ثواب ملے گا۔

۱ ...... اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰه ، اَسۡتَغۡفِرُاللّٰهَ ، اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰهَ . (تین مرتبہ)

(مسلم، ترمذی، ابوداؤد وغیرہ، جامع الاصول: ص ۲۱۵ ج ۴)

۲ ......اَللّٰهُ اَكۡبَرُ، ایک مرتبہ (۱)۔

(صحیح بخاری، فتح الباری، ص: ۳۲۵ ج ۲)

۳ ...... اَللّٰهُمَّ اَنۡتَ السَّلَامُ وَمِنۡكَ السَّلَامُ تَبَارَكۡتَ يَا ذَا الۡجَلَالِ وَالۡاِكۡرَامِ. (ایک بار) (د۔س، جامع الاصول ص ۲۱۵)

٤ ...... سُبۡحَانَ اللّٰهِ ـ اَلۡحَمۡدُلِلّٰهِ ـ اَللّٰهُ اَكۡبَرُ۔ دس دس مرتبہ۔

(صحیح بخاری، باب الدعاء بعد الصلاۃ، فتح الباری ص ۱۳۲ ج ۱۱)

٥ ...... سُبۡحَانَ اللّٰهِ ـ اَلۡحَمۡدُلِلّٰهِ ـ اَللّٰهُ اَكۡبَرُ ۳۳،۳۳،۳۴ مرتبہ۔

(صحیح بخاری، فتح الباری ج ۲ ص ۲۲۵ ودیگر کتبِ حدیث)

٦ ...... لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحۡدَهٗ لَاشَرِيۡكَ لَهٗ ، لَهُ الۡمُلۡكُ وَلَهُ الۡحَمۡدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيۡئٍ قَدِيۡرٌ . (بخاری مسلم ودیگر کتب حدیث، جامع الاصول ص ۲۱۵ ج ۴)

---

(۱) بعض علماء نے فرمایا کہ شکرانہ کے طور پر ایک بار "الحمد للہ" بھی کہہ لے تو نور علی نور ہے ۱۲ محمود

۷...... اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَیْتَ ، وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ ، وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ . (بخاری ودیگر کتب حدیث جامع الاصول ۲۱۶ ج ۴)

ترجمہ: اے اللہ جو آپ دیں اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو آپ روک دیں اسے کوئی دینے والا نہیں اور کسی نصیب والے کو اس کا رُتبہ آپ کے سامنے کوئی نفع نہیں دیتا۔

۸...... اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ مَا قَدَّمْتُ ، وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ ، وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا أَنْتَ . (ابوداؤد جامع الاصول ج ۴ ص ۲۲۴)

ترجمہ: اے اللہ جو گناہ میں نے پہلے کئے اور جو بعد میں کئے اور اور جو چھپا کر کئے اور جو علانیۃً کئے وہ سب معاف کر دیں، آپ اِن گناہوں کو مجھ سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ آپ ہی آگے بڑھانے والے ہیں، آپ ہی پیچھے ہٹانے والے ہیں آپ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

۹...... رَبِّ قِنِیْ عَذَابَكَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ .

(مسلم۔ جامع الاصول ص ۲۲۸، ج ۴)

ترجمہ: اے پروردگار قیامت کے دن مجھے عذاب سے بچالے۔

۱۰...... اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ .

(رزین، جامع الاصول ص ۲۲۳ ج ۴)

۱۱...... حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھ لی وہ اگلی نماز تک اللہ تعالیٰ کی پناہ میں رہے گا (رواہ الطبرانی فی الکبیر اسنادہ حسن۔ مجمع الزوائد ص ۳۴۶ ج ۲) لہٰذا ایک مرتبہ آیت الکرسی پڑھ لینا بہتر ہے۔

۱۲...... حضرت ابو ہارونؒ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا آپ

کو یاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کا سلام پھیرنے کے بعد کیا کہتے تھے، فرمایا: ہاں وہ یہ کلمات کہتے تھے:

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

(رواه ابويعلىٰ و رجاله ثقات ، مجمع الزوائد ، ص : ٢٤٦ ج ٢)

ترجمہ : اے عزت والے پروردگار ہم آپ کی پاکی بیان کرتے ہیں ان تمام باتوں سے جو مشرک بیان کرتے ہیں اور تمام پیغمبروں پر سلام ہو اور تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو جہانوں کا پروردگار ہے۔

١٣ ......عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : يَا مُعَاذُ وَاللّٰهِ اِنِّىْ لَأُحِبُّكَ ، فَقَالَ لَهُ مُعَاذُ بِأَبِىْ أَنْتَ وَأُمِّىْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! وَأَنَا وَاللّٰهِ أُحِبُّكَ ، قَالَ أُوْصِيْكَ يَا مُعَاذُ لَا تَدَعَنَّ فِىْ دُبُرِ كُلِّ صَلاةٍ أَنْ تَقُوْلَ اَللّٰهُمَّ أَعِنِّىْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ . (رواہ النسائی، عمل الیوم واللیلۃ ص ۱۸۷)

ترجمہ : حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے معاذ! بخدا میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ حضرت معاذ نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ قربان ہوں اللہ کی قسم میں بھی آپ سے محبت کرتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اے معاذ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ تم ہر نماز کے بعد یہ کہنا مت چھوڑنا:

اَللّٰهُمَّ أَعِنِّىْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ .

''اے اللہ میری مدد فرما کہ میں آپ کا ذکر کروں، آپ کا شکر ادا کروں اور آپ کی عبادت اچھے طریقے سے کروں۔''

خاص نماز فجر اور نماز مغرب کے بعد

۱۴......حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے فجر کی نماز کے بعد قعدہ کی اسی حالت میں بیٹھے بیٹھے دس مرتبہ یہ کلمات کہے:

لَاإِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ

اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس نیکیاں لکھے گا، دس برائیاں اس سے مٹادے گا، اس کے دس درجات بڑھادے گا، اور یہ شخص سارا دن ہر مکروہ سے محفوظ رہے گا، شیطان سے بچا رہے گا اور کوئی گناہ اسے ہلاک نہ کر سکے گا، الا یہ کہ وہ شرک ہو۔ (ترمذی مع الشواھد جامع الاصول ص ۲۳۰ ج ۴)

یہی روایت نماز مغرب کے بارے میں بھی جامع ترمذی میں آئی ہے۔ اس لئے فجر اور مغرب کے بعد دس دس مرتبہ یہ کلمات پڑھنا حدیث سے ثابت ہے۔

۱۵......سنن ابوداؤد میں حضرت حارث بن مسلم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے چپکے سے فرمایا کہ جب تم نماز مغرب سے فارغ ہو تو سات مرتبہ یہ کہا کرو:

اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِيْ مِنَ النَّارِ. (اے اللہ مجھے آگ سے بچا لیجئے)۔

یہ کہنے کے بعد اگر رات میں تمہارا انتقال ہوا تو تمہیں آگ سے امان ملے گی اور جب صبح کی نماز پڑھ لو تو بھی یہی کلمات کہو، اگر اس دن موت آئی تو آگ سے محفوظ رہو گے۔ حضرت حارث فرماتے ہیں کہ آپ نے خاص طور پر مجھے یہ بات بتائی تھی تو ہم بھی اپنے خاص لوگوں کو ہی یہ بات پہنچاتے ہیں۔ (ابوداؤد، جامع الاصول ص ۲۳۱ ج ۴)

علماء کی آراء اس بارے میں مختلف ہوئیں کہ یہ اذکار فرض نماز کے بعد کئے جائیں یا سنتوں سے فراغت کے بعد۔ راجح یہ ہے کہ اگر اذکار اپنی یا اپنے شیخ کی رائے سے متعین کئے جائیں تو انہیں سنتوں کے بعد کرنا چاہئے، تا کہ سنتوں اور فرض نماز کے درمیان فصل کثیر

لازم نہ آئے۔ لیکن جواذ کارفرض نمازوں کے بعد کرنے کی صراحت کے ساتھ حدیث سے ثابت ہیں انہیں فرض نماز کے بعد ہی پڑھنا چاہئے۔ کیونکہ احادیث سے جہاں سنتوں کو فرض نماز کے بعد جلد ادا کرنے کا حکم ہے وہاں فرض نماز اور سنتوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ملانے سے بھی منع کیا گیا، اس لئے فرض نماز اور سنتوں کے درمیان اذکار مسنونہ کے ذریعہ فصل کرنا عین سنت کے مطابق ہوگا۔ علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ فتح الملہم میں لکھتے ہیں:

فالإتيان بشيئ من الأذكار والأدعية المأثورة بعد الفرائض متصلا بها هو الراجح في نظري، فإنه يفيد فصلا زمانيا بين الفريضة والنافلة، كما أن التحول من موضع الفريضة يُفيد فصلاً مكانيا والله تعالىٰ أعلم. (فتح الملهم: ص ٤٥٥ ج٣)

فرض نماز کے بعد دعا کا اہتمام

فرض نماز کے بعد جو مسنون اذکار ہم نے احادیث صحیحہ کی روشنی میں ذکر کئے ہیں اُن میں سے اکثر دعا کے کلمات ہیں۔ اِن مسنون دعاؤں کے علاوہ آپ عربی میں یا اپنی زبان میں کوئی بھی جائز دعا کر سکتے ہیں۔ فرض نماز کے بعد دعا کا اہتمام کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسی تمام روایات وآثار فقہی دلائل کے ساتھ اپنے رسالہ "النفائس المرغوبة في حكم الدعاء بعد المكتوبة" میں جمع کردی ہیں۔ کسی کو شک ہو تو وہ اس رسالہ کا مطالعہ کرسکتا ہے۔

اس سلسلہ میں مشکوۃ المصابیح سے یہاں تین حدیثیں درج کی جاتی ہیں:

۱ ...... عَنْ أَبِىْ أُمَامَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَىُّ الدُّعَاءِ اَسْمَعُ قَالَ جَوْفُ اللَّيْلِ الْآخِرُ وَدُبُرُ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوْبَاتِ. (رواه الترمذی)

ترجمہ: حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عرض کیا گیا یا رسول

اللہ! کون سی دعا زیادہ سُنی جاتی ہے (یعنی قبول ہوتی ہے) فرمایا رات کے آخری حصہ میں (یعنی تہجد کے وقت) اور فرض نمازوں کے بعد۔

(مرقاۃ، شرح مشکوۃ ص ۳۶۴ ج ۲ وقال الملاعلی القاری اسنادہ حسن)

۲ ...... وَعَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلصَّلَاةُ مَثْنٰى مَثْنٰى تَشَهُّدٌ فِيْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ، وَتَخَشُّعٌ وَتَضَرُّعٌ وَتَمَسْكُنٌ، ثُمَّ تُقْنِعُ يَدَيْكَ يَقُوْلُ تَرْفَعُهُمَا اِلٰى رَبِّكَ مُسْتَقْبِلاً بِبُطُوْنِهِمَا وَجْهَكَ وَتَقُوْلُ يَا رَبِّ، يَا رَبِّ، يَا رَبِّ، وَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَهُوَ كَذَا وَكَذَا، وَفِيْ رِوَايَةٍ فَهُوَ خِدَاجٌ.

(رواه الترمذی، ونقل القاریؒ عن ابن حجرؒ أن اسناده حسن، مرقاة شرح مشكوة ص ۲۶۷،۲۶۸ ج ۲)

ترجمہ: حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، نماز (کم از کم) دو، دو رکعت ہے، ہر دو رکعت کے بعد تشہد ہوگا، اور نماز میں، خشوع، عاجزی اور مسکنت ہونی چاہئے، پھر (نماز کے بعد) تم اپنے دونوں ہاتھ اٹھاؤ، ہاتھ کی ہتھیلیوں کا رُخ تمہارے چہرہ کی جانب ہو اور تم دعا کرو اے پروردگار، اے رب، یارب۔ اور جو ایسا نہ کرے اس کی نماز میں کمی ہے۔

۳ ...... وَعَنْ فُضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ اِذْ دَخَلَ رَجُلٌ فَصَلّٰى فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَجِلْتَ اَيُّهَا الْمُصَلِّيْ، اِذَا صَلَّيْتَ فَقَعَدْتَ وَاحْمَدِ اللّٰهَ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ، وَصَلِّ عَلَيَّ، ثُمَّ ادْعُهُ، قَالَ ثُمَّ صَلّٰى رَجُلٌ آخَرُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَصَلّٰى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ اَيُّهَا الۡمُصَلِّىۡ ادۡعُ تُجَبۡ.

(رواه الترمذی و اسناده حسن ۔ مرقاة ص ٣٤٤، ٣٤٥ ج ٢)

ترجمہ : حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے کہ ایک آدمی آیا اس نے نماز پڑھی اور کہا: اللهم اغفرلی وارحمنی کہ اے اللہ میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے فرمایا کہ اے نمازی تم نے بہت جلدی کی، جب تم نماز پڑھو، اور بیٹھ جاؤ تو پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرو جیسا کہ وہ اس کا اہل ہے، پھر مجھ پر درود بھیجو، پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر ایک شخص نے آکر نماز پڑھی پھر اس نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے نمازی تم دعا کرو تمہاری دعا قبول کی جائے گی۔

واضح رہے کہ عام دعا میں ہاتھ اٹھانا یعنی ہاتھ اٹھا کر اور ہاتھ پھیلا کر دعا کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔ علامہ سیوطی شافعی رحمہ اللہ اصول حدیث میں اپنی مشہور کتاب "تدریب الراوی" میں تواتر معنوی کی مثال دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَمِنۡهُ مَاتَوَاتَرَ مَعۡنَاهُ كَأَحَادِيۡثِ رَفۡعِ الۡيُدَيۡنِ فِىۡ الدُّعَاءِ ، فَقَدۡوَرَدَ عَنۡهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ نَحۡوَمِأَةِ حَدِيۡثٍ ، فِيۡهِ رَفۡعُ يَدَيۡهِ فِىۡ الدُّعَاءِ ، وَقَدۡ جَمَعۡتُهَا فِىۡ جُزۡءٍ ، لٰكِنَّهَا فِىۡ قَضَايَا مُخۡتَلِفَةٍ ، فَكُلُّ قَضۡيَةٍ مِنۡهَا لَمۡ تَتَوَاتَرۡ، وَالۡقَدۡرُ الۡمُشۡتَرَكُ فِيۡهَا وَهُوَ الرَّفۡعُ عِنۡدَ الدُّعَاءِ تَوَاتَرَ بِاعۡتِبَارِ الۡمَجۡمُوۡعِ۔ (تدریب الراوی ١٨٠ ج ٢)"

ترجمہ : تواتر کی ایک قسم وہ ہے جس کا معنی متواتر طریقہ سے ثابت ہو، جیسے دعا میں دونوں ہاتھ اٹھانا۔ اس بارے میں تقریباً سو احادیث ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے دعا میں ہاتھ اٹھائے ہیں۔ میں نے یہ سب احادیث ایک رسالہ

میں جمع کردی ہیں ۔ یہ احادیث اگرچہ مختلف واقعات میں مروی ہیں، اور ان میں سے ہر واقعہ تواتر سے ثابت نہیں لیکن ان سب واقعات میں "قدر مشترک" مجموعی اعتبار سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے کہ آپ نے دعاء کے وقت ہاتھوں کو اٹھایا ہے [1]۔

آخر میں چند ضروری باتیں

الف......نماز کے بعد کی دعائیں ہوں یا اذکار یہ سب انفرادی ہیں۔ اجتماعی نہیں ہیں اسی لئے دعا میں نہ امام مقتدیوں کا پابند ہوگا، نہ مقتدی امام کے پابند ہیں، ہر ایک اپنے اپنے طور پر جتنی دیر دعا کرنا چاہے کرسکتا ہے۔ اکٹھے دعا شروع کرنا اور اکٹھے ختم کرنا کوئی ضروری نہیں، نہ یہ بات احادیث شریفہ سے ثابت ہے۔

ب......اسی طرح کوئی بھی ذکر جو احادیث شریفہ کے حوالہ سے اوپر بیان کیا گیا ہے اسے اجتماعی طور پر نہیں پڑھا جائے گا، بلکہ امام اور مقتدی اپنی اپنی سہولت، اپنی اپنی حاجت کے مطابق خاموشی کے ساتھ جو ذکر کرنا چاہیں یا جونسی دعا کرنا چاہیں کرسکتے ہیں، ان میں سے کوئی دوسرے کا پابند نہیں۔

ج......دعا کے اندر اصل یہ ہے کہ خاموشی سے ہو اور گڑگڑا کر عاجزی سے ہو۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴾

(سورۃ الاعراف: ۵۵)

ترجمہ: تم اپنے پروردگار سے اور عاجزی کے ساتھ چپکے چپکے دعا کرو، بے شک وہ حد سے گذرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

---

(۱) البتہ وہ دعائیں جو اوقات مخصوصہ میں الفاظ مخصوصہ کے ساتھ ثابت ہیں اُن میں رفع یدین نہیں ہے، مثلاً بیت الخلاء میں جاتے اور نکلتے وقت کی دعاء، یا مسجد میں آتے جاتے وقت کی دعا، کھانے پینے کے بعد کی ماثور ومنقول دعا وغیرہ وغیرہ۔

لہٰذا بہتر یہ ہے کہ دعا خاموشی سے اور عاجزی سے کی جائے البتہ اگر کسی وقت بآواز بلند اجتماعی دعا کرلیں تو اس کی بھی ممانعت نہیں ہے۔

د......اگر سب مل کر کسی ایک ذکر کو منتخب کرلیں اور سب نمازی وہی ذکر ہر نماز کے بعد بآواز بلند اجتماعی طور سے کریں تو یہ طریقہ بدعت میں داخل ہوجائے گا جو ناجائز اور گناہ ہے۔

ہ......اوپر جتنے اذکار اور دعائیں احادیث شریفہ کے حوالہ سے ذکر کی گئی ہیں اُن کے مستحب ہونے میں تو کوئی کلام نہیں ہے اور جو بات حدیث شریف کے مطابق ہو اس کے باعث اجر وثواب ہونے میں کوئی ادنی سا شبہ نہیں۔

البتہ بعض حضرات نماز کے بعد کسی بیماری، اپنی کسی حاجت، کسی علاج کے لئے کچھ پڑھتے ہیں وہ نہ مسنون ہے نہ مستحب بلکہ مباح ہوتا ہے۔یعنی جائز ہے بشرطیکہ وہ انفرادی طور پر ہو اور خاموشی سے ہو، لہٰذا دوسروں کو اس کی عمومی پیروی بھی نہیں کرنی چاہئے اور نہ سنت کی طرح اس کی اشاعت کرنی چاہئے۔مثلاً کچھ لوگ سر پر ہاتھ رکھ کر "یا قویّ" سات مرتبہ پڑھتے ہیں تاکہ ذہن اور دماغ میں اس پاک نام سے قوّت حاصل ہو، بعض لوگ تقویت قلب کے لئے دل پر ہاتھ رکھ کر کوئی دعا یا اسماء حسنی میں سے کچھ پڑھتے ہیں، بعض لوگ کوئی پاک نام پڑھ کر اپنی آنکھوں پر دم کرتے ہیں تاکہ آنکھوں کا نور برقرار رہے، بعض لوگ گھٹنے کی تکلیف کی وجہ سے گھٹنے پر ہاتھ کر شفاء کی دعا پڑھتے ہیں۔یہ سب اور ان جیسے اعمال انفرادی طور پر مباح ہیں، کوئی حرج نہیں، بشرطیکہ انہیں مسنون نہ سمجھا جائے اور دوسرے لوگ بلاوجہ اس کی پیروی نہ کریں۔اور سنت کی طرح اس کی اشاعتِ عام بھی نہ کی جائے۔

(۴)
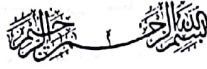
نماز جنازہ کے مسنون اذکار

کسی بھی مسلمان کے انتقال کے بعد قریب ترین لوگوں کی شرعی ذمہ داری ہے کہ وہ مرحوم کے غسل، کفن، نماز جنازہ اور قبر کا مناسب انتظام کریں اور اس سلسلہ میں شریعت کے ان احکام کی پیروی کریں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث شریفہ میں ثابت ہیں۔ مرنے والا مرد ہو یا عورت، بوڑھا ہو یا بچہ، بالغ ہو یا نابالغ، جوان ہو یا پیدا ہو کر دنیا میں ایک دو سانس لینے والا بچہ ہو، نیک انسان ہو یا بظاہر گنہگار ہو، ان سب مسلمانوں کا اور مسلمانوں کے زندہ پیدا ہونے والے بچوں کا یہی حکم ہے کہ جس مسلمان نے دنیا میں کچھ بھی وقت گذارا خواہ عمر لمبی ہو یا زندہ ہو کر ایک دو سانس لئے ہوں انہیں غُسل بھی دیا جائے گا، کفن بھی پہنایا جائے گا، (البتہ جو شخص شہید حقیقی ہو وہ غُسل سے مستثنٰی ہے اور اس کا کفن بھی مختصر ہے۔ جس کا مسئلہ دینی کتابوں مثلاً بہشتی زیور میں دیکھا جا سکتا ہے) اسی طرح مسلمان کی نماز جنازہ ادا کی جائے گی اور سنت کے مطابق تدفین کی جائے گی۔ (۱) غسل، (۲) تکفین، (۳) نماز جنازہ اور (۴) تدفین یہ مرحوم کا حق ہے۔ جو لازماً ادا کرنا ہے یہ سب کچھ، قریب کے لوگوں کی شرعی ذمہ داری ہے اور قریب کے تمام مسلمانوں پر یہ فرض کفایہ ہے۔ فرض کفایہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر قریب کے یا علاقہ کے کچھ مسلمان یہ چاروں کام کرلیں تو فرض ادا ہو جائے گا۔ لیکن اگر کسی نے بھی یہ فریضہ سرانجام نہیں دیا تو سارے مسلمان گنہگار ہوں گے۔

ان چار کاموں میں سے غُسل دینا، اور تکفین یعنی کفن پہنانا تو نماز جنازہ کی تیاری کے لئے بطورِ شرط ہے اصل نماز جنازہ ہے جس کے بغیر مسلمان میت کو دفنانا جائز نہیں ہے۔

نماز جنازہ

نماز جنازہ میں نہ رکوع ہوتا ہے نہ سجدہ، نہ تلاوت قرآن، بلکہ نماز جنازہ چار تکبیروں کا نام ہے اِسی لئے اگر کسی مسلمان میت پر چار تکبیریں کہہ لی جائیں تو اس کی نماز جنازہ ادا ہو جاتی ہے اگر چہ تکبیروں کے بعد کچھ پڑھنا بھول جائے۔ لیکن اگر چار تکبیریں ہی نہیں کہیں تو نماز جنازہ درست نہیں ہوگی۔ یہ چار تکبیریں کہنا امام کے لئے بھی ضروری ہے اور نماز جنازہ پڑھنے والے مقتدیوں کے لئے بھی اپنی زبان سے چار تکبیریں کہنا فرض ہے۔ یہ چار تکبیریں اسی طرح فرض ہیں جیسے ظہر عصر اور عشاء میں فرض نماز کی چار رکعتیں۔ اس لئے نماز جنازہ پڑھنے والے ہر شخص کو اپنی زبان سے یہ چار تکبیریں کہنی لازم ہیں البتہ امام بلند آواز سے تکبیر کہتا ہے جبکہ مقتدی آہستہ آواز سے چار تکبیریں کہیں گے۔۔۔ فقہ حنفی کے مطابق صرف پہلی تکبیر کہتے وقت امام اور مقتدی کانوں تک ہاتھ اٹھائیں گے لیکن دوسری، تیسری اور چوتھی تکبیر کے وقت ہاتھ نہیں اٹھائے جائیں گے۔

نوٹ: نماز جنازہ پڑھنے والے بعض حضرات امام کی تکبیرات کے بعد ثنا درود شریف، دعا تو پڑھ لیتے ہیں مگر خود تکبیر نہیں کہتے ان کی نماز جنازہ درست نہیں ہوتی امام کے ساتھ ہر مقتدی کو نماز جنازہ میں اپنی زبان سے چار تکبیریں کہنا ضروری ہے۔

نماز جنازہ کا طریقہ

دوسری نمازوں کی طرح نماز جنازہ میں بھی غُسل اور وضوء یا تیمّم ہونا ضروری ہے، اسی طرح کپڑوں کا پاک ہونا، اور جس جگہ پر آپ کھڑے ہوں اس کا پاک ہونا اور قبلہ رُخ ہونا ضروری ہے۔

(۱)...... نماز جنازہ کی چار تکبیروں میں سے پہلی تکبیر کہنے کے بعد ثنا یعنی اللہ تعالیٰ کی

حمد وثنا (تعریف) کے کلمات کہنا سنت ہے، یوں تو اللہ تعالیٰ کی حمد پر مشتمل عربی ماثور کلمات میں سے کوئی بھی پڑھے جا سکتے ہیں لیکن عام نمازوں میں پڑھی جانے والی ثنا بہتر ہے وہ سب کو یاد بھی ہوتی ہے اور حدیث سے ثابت ہے جو یہ ہے:

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ .

ترجمہ : اے اللہ میں آپ کی حمد کے ساتھ آپ کی پاکی بیان کرتا ہوں آپ کا نام بہت بابرکت ہے، آپ کی شان بلند ہے اور آپ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

واضح رہے کہ نماز جنازہ میں قراءت نہیں ہوتی اس لئے قرآن نہیں پڑھا جاتا لیکن اگر کوئی شخص سورۂ فاتحہ کو ثنا کی جگہ بطور حمد پڑھنا چاہے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔(اعلاء السنن ج ۸ ص ۲۱۴)

(۲)......دوسری تکبیر کے بعد درود شریف پڑھنا سنت ہے، اس میں بھی اگر چہ کوئی سا درود شریف پڑھا جا سکتا ہے لیکن نماز والا درود۔ یعنی درود ابراہیمی جو ہم سب نماز کے آخری قعدہ میں پڑھتے ہیں۔ پڑھنا زیادہ بہتر اور افضل ہے۔

(۳)......تیسری تکبیر کے بعد مرحوم میت کے لئے دعائے مغفرت کی جاتی ہے اور نماز جنازہ کا اصل مقصد بھی مرحوم کے لئے مغفرت ورحمت کی دعا کرنا ہے۔ اس لئے دل لگا کر اور اخلاص اور اہتمام کے ساتھ میت کے لئے دعا کرنی چاہئے اس میں کوئی کوتاہی نہ کریں اگر ہم اور آپ دوسروں کی نماز جنازہ میں دل لگا کر میت کے لئے دعا کریں گے تو امید ہے کہ جب ہم میت ہوں گے تو دوسرے بھی دل لگا کر ہماری مغفرت کے لئے دعا کریں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

اِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَأَخْلِصُوْا لَهُ الدُّعَاءَ. (رواہ ابوداؤد وابن ماجۃ)

ترجمہ : جب تم میت پر نماز پڑھو تو خلوص کے ساتھ اس کے لئے دعا کیا کرو۔

(مشکوۃ، مرقاۃ ص ۵۹ ج ۴)

(۴)...... چوتھی تکبیر کے بعد دونوں طرف دائیں بائیں سلام پھیرا جاتا ہے یعنی دونوں طرف السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر نماز ختم کردی جاتی ہے۔

نوٹ: یہ طریقہ تو بالغ مسلمان مرد یا بالغ مسلمان عورت کی نماز جنازہ کا ہے لیکن اگر بچہ یا بچی نابالغ ہو اور انتقال کر جائے تو اس کی نماز جنازہ میں تیسری تکبیر کے بعد یہ دعا پڑھنی چاہئے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا سَلَفًا وَّفَرَطًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا اَجْرًا وَذُخْرًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا.

ترجمہ: اے اللہ اس میت (مرحوم بچہ، بچی) کو ہمارے لئے آگے جانے والا، آگے جا کر انتظام کرنے والا بنا دے۔ اسے ہمارے لئے اجر اور ذخیرہ بنا دیں، اسے ہمارے لئے سفارش کرنے والا بنا دے اور اس کی سفارش ہمارے حق میں قبول فرما۔

تیسری تکبیر کے بعد کی مختلف مسنون دعائیں

احادیث شریفہ سے نماز جنازہ کی تیسری تکبیر کے بعد کئی مسنون دعائیں ثابت ہیں ان میں سے کوئی بھی پڑھی جا سکتی ہے بلکہ تیسری تکبیر کے بعد ایک سے زیادہ دو، تین، چار دعائیں بھی پڑھی جا سکتی ہیں۔ احادیث سے جو دعائیں ثابت ہیں وہ درج ذیل ہیں:

(الف)...... اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا، وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا، وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا، وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا، اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ، وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْاِيْمَانِ۔ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهُ وَ لَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُ.

(رواہ احمد وابوداؤد والترمذی وابن ماجہ الخ راجع مشکوۃ۔ مرقاۃ ص ٦٠ ج ٤)

ترجمہ: اے اللہ ہمارے زندہ، مردہ، موجود، غائب، ہمارے چھوٹے، ہمارے

بڑے، ہمارے مرد، ہماری عورتوں سب کی مغفرت فرما۔ اے اللہ ہم میں سے جسے زندہ رکھیں اسے اسلام پر زندہ رکھیں (یعنی اچھے اعمال کی توفیق عطا فرما) اور ہم میں سے جسے موت دیں اسے ایمان پر موت عطا فرما (یعنی موت کے وقت اس کا عقیدہ درست ہو) اے اللہ اس مرحوم کے ثواب سے ہمیں محروم نہ فرما اور اس کے بعد ہمیں آزمائش میں نہ ڈالئے۔

(ب) ...... وَعَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ :

اَللّٰهُمَّ اِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ فِيْ ذِمَّتِكَ وَحَبْلِ جِوَارِكَ فَقِهٖ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَأَنْتَ أَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَقِّ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهُ وَارْحَمْهُ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ .

(رواه ابوداؤد وابن ماجة ،مشكوة المصابيح۔ مرقاة ص ٦١/٦٠ ج ٤)

ترجمہ : حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں میں سے ایک صاحب کی نماز جنازہ پڑھائی تو میں نے سنا[1] تو آپ یہ دعا فرما رہے تھے:

اے اللہ یہ فلاں بن فلاں آپ کی امانت ہے اور آپ کے سپرد ہے، اے اللہ اسے قبر کی آزمائش اور آگ کے عذاب سے بچا، آپ وعدہ کو پورے کرنے والے اور حق کا فیصلہ کرنے والے ہیں اے اللہ اس کی مغفرت فرما دے۔ اس پر رحم فرما بے شک آپ بخشنے والے رحم فرمانے والے ہیں۔

---

(۱) نماز جنازہ کے سارے اذکار سرّی ہیں یعنی زبان سے آہستہ آواز سے پڑھے جائیں گے۔ زور سے پڑھنا درست نہیں، البتہ رسول اللہ ﷺ کبھی کبھار صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعلیم کے لئے کچھ آواز سے کلمات پڑھ لیتے تھے تاکہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو پتہ چل جائے اور بہت قریب کے مقتدی صحابہ اسے سن لیتے تھے۔ ۱۲م

(ج)......حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ نماز جنازہ پڑھائی تو میں نے سنا آپ نے یہ دعا کی:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ ، وَاَكْرِمْ نُزُلَهُ ، وَوَسِّعْ مَدْخَلَهُ ، وَاغْسِلْهُ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ ، وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهٖ ، وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهٖ ، وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهٖ ، وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ ، وَاَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ .

(مسلم ، ترمذی ، نسائی، جامع الأصول ص ۲۲ ج ٦)

ترجمہ: اے اللہ اس کی مغفرت فرما، اس پر رحم فرما، اسے عافیت عطا فرما، اس سے درگزر فرما، اس کی باعزت مہمانی فرما، اس کی جگہ کشادہ فرما، اسے پانی، برف اور اولوں سے دھودے (پاک صاف فرما) اسے خطاؤں سے اس طرح صاف کردے جیسے سفید کپڑے سے میل صاف کردیا جاتا ہے۔ اس کے گھر کے بدلہ اس سے بہتر گھر عطا فرما، اس کے گھر والوں کے بدلہ بہتر گھر والے عطا فرما، اس کے رفیق زندگی سے بہتر رفیق زندگی عطا فرما، اسے جنت میں داخل فرمادے اور اسے قبر کے عذاب اور آگ کے عذاب سے اپنی پناہ عطا فرما۔

اس حدیث کے راوی حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ دعا سن کر مجھے تمنا ہوئی کہ کاش میں اس میت کی جگہ میں ہوتا۔ (جامع الاصول حوالہ مذکورہ بالا)

(د)......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنازہ میں یہ دعا پڑھی:

اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبُّهَا ، وَاَنْتَ خَلَقْتَهَا ، وَاَنْتَ هَدَيْتَهَا لِلْاِسْلَامِ ، وَاَنْتَ قَبَضْتَ رُوْحَهَا وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِسِرِّهَا وَعَلَانِيَتِهَا ، جِئْنَا شُفَعَاءَ فَاغْفِرْلَهٗ.

ترجمہ : اے اللہ! آپ اس (میت) کے رب ہیں، آپ نے اسے پیدا کیا تھا، آپ ہی نے اسے اسلام کی ہدایت عطا کی تھی، اور آپ نے اس کی روح قبض کی ہے۔ آپ ہی اس کے کھلے چھپے کو زیادہ جاننے والے ہیں۔ ہم سفارش کرنے آئے ہیں، آپ اس کی مغفرت فرمادیں۔ (ابوداؤد۔ مشکوۃ عربی ص ۱۴۷)

نوٹ: (۱) بعض لوگوں کو نماز جنازہ کی کوئی بھی دعا یاد نہیں ہوتی، انہیں چاہئے کہ نماز جنازہ کی مسنون دعا یاد کریں البتہ جب تک یاد نہ ہو رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِيْنَ (اے پروردگار! مغفرت فرما اور رحم فرما اور آپ رحم کرنے والوں میں سب سے بہتر ہیں) پڑھتے رہا کریں کیونکہ نماز جنازہ کا اصل مقصود دعاء مغفرت ہی ہے۔

(۲)......لوگ نماز جنازہ، اس توجہ اور اہتمام سے ادا نہیں کرتے جس طرح ادا کرنی چاہئے اور نماز جنازہ میں میت کے لئے دعا جس طرح دل لگا کر کرنی چاہیے اس طرح نہیں کرتے بلکہ بے دلی سے رٹے ہوئے کلمات پڑھ لیتے ہیں حالانکہ دعا رٹے ہوئے کلمات پڑھنے کا نام نہیں ہے بلکہ دل سے مانگنے کا نام ہے، اس لئے نماز جنازہ میں ثنا، درود شریف اور خاص طور پر مرحوم / مرحومہ کی مغفرت کی دعا اہتمام سے اور دل لگا کر کرنی چاہئے تاکہ میت کی بھی مغفرت ہو اور نماز جنازہ پڑھنے والے کو بھی پورا ثواب ملے۔ پھر امید کی جاسکتی ہے کہ یہ نماز جنازہ پڑھنے والا جب مرے اور اس کی نماز جنازہ ادا کی جارہی ہو تو دوسرے لوگ بھی اس کی مغفرت اور اس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے لئے دل سے دعا کریں۔ اور اس کی بھی مغفرت ہوجائے لہٰذا ہر میت کے لئے دل لگا کر دعا کرنی چاہئے۔

(۳)......نماز جنازہ میت کے لئے دعا ہی دعا ہے اور نماز جنازہ سے فارغ ہوکر پھر دوبارہ اجتماعی دعا کرنے کا کوئی شرعی ثبوت نہیں ہے۔ اس لئے نماز جنازہ کے بعد اجتماعی دعا نہ کی جائے البتہ ہر شخص میت کے لئے انفرادی طور پر وقتاً فوقتاً دل اور زبان سے مغفرت کی دعا کا اہتمام کرتا رہے اور ایصال ثواب کی بھی کوشش کی جائے۔

(۴)......میت کے لئے تین کام کرتے رہنا چاہئے

الف:......میت کے لئے دعاءِ مغفرت: جس کا ثبوت قرآن کریم (۱) کی کئی آیات اور بہت ساری احادیث شریفہ سے ہے۔ لہٰذا مرحوم / مرحومہ کے لئے دعاءِ مغفرت کا سب سے زیادہ اہتمام کرنا چاہیئے۔ مغفرت کی ان دعاؤں کا کوئی مسلمان انکار نہیں کرسکتا، نماز جنازہ خود اس کا ثبوت ہے کہ زندہ لوگوں کی دعا سے میت کی مغفرت ہوسکتی ہے اور زندہ لوگوں کی دعا سے مرحوم کو فائدہ ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ سمجھنا کہ زندہ کے عمل کا مردہ کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا بالکل بے بنیاد خیال اور باطل تصور ہے۔ زندہ کی دعائے مغفرت مرحوم کے لئے مفید ہی مفید ہے۔

ب:......میت کے لئے مالی ایصال ثواب: یعنی مال صدقہ کر کے مرحوم / مرحومہ کو اس کا ثواب پہنچانا، احادیث سے اس کا بھی ثبوت ہے اور علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ مالی صدقہ سے مرحوم کو فائدہ پہنچتا ہے۔ خصوصاً صدقہ جاریہ یعنی جس کا ثواب طویل عرصہ پہنچتا رہے زیادہ افضل ہے۔

ج:......تلاوت، ذکر اللہ اور نفلی عبادات کر کے اس کا ایصال ثواب کرنا: یہ تیسرا کام ہے اور راجح قول کے مطابق یہ بھی برحق ہے اس کا بھی ثواب پہنچتا ہے۔

البتہ ترتیب میں ''الف'' اور ''ب'' کو مقدم رکھنا چاہیئے اور ''ج'' کو تیسرے درجہ میں رکھنا بہتر ہے۔ ہمارے معاشرے میں تیسری صورت زیادہ رائج ہے لیکن دعاءِ مغفرت اور مالی ایصال ثواب کا اتنا اہتمام نہیں ہوتا۔ حالانکہ ان دونوں کا اہتمام زیادہ کرنا چاہیئے اور اپنے مرحوم پیاروں کو ان کے مرنے کے بعد فراموش نہیں کرنا چاہیئے، ان کے لئے دعاءِ مغفرت اور مالی ایصالِ ثواب اور بدنی ایصال ثواب کا روزانہ اہتمام کرنا چاہیئے۔

(واللہ تعالیٰ ھو الموفّق)

---

(۱) مثلاً قرآن مجید میں ہے: رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ ۔ اے ہمارے پروردگار ہماری بھی مغفرت فرما اور ہمارے ان بھائیوں کی بھی جو ایمان کے ساتھ سبقت لے جاچکے ہیں۔ (سورۃ الحشر) اسی طرح رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ (سورۃ ابراہیم) اور دوسری دعائیں جو قرآن مجید میں پڑھی جاسکتی ہیں۔

(۵)
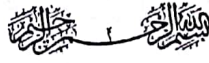
صَلاةُ الحَاجة

(نماز حاجت)

اور پریشانی کے وقت کی مسنون دعائیں

تمہید: قرآنِ مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يُرِيْدُ اللّٰهُ أَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيْفاً ﴾

ترجمہ: اللہ چاہتا ہے کہ تم پر بوجھ ہلکا رکھے اور انسان کو کمزور پیدا کیا گیا ہے۔

(سورۃ النساء آیت:۲۸)

جو حقیقت قرآن مجید میں بیان کی گئی ہے وہ قدم قدم پر ہمیں نظر آتی ہے خود ہر انسان کو بشرطیکہ وہ عقل اور فکر رکھتا ہو، مشاہدہ ہوتا رہتا ہے کہ ساری چیزیں میرے اختیار میں نہیں حتی کہ انسان کے اپنے اندرونی اعضاء اور بیرونی اعضاء کی بھاری تعداد اس کے اپنے اختیار میں نہیں ہوتی اس لئے غذا، دوا، علاج، مدد کے ذریعہ انسان اپنی حاجتیں پوری کرنے کی کوشش کرتا ہے، کچھ حاجتیں پوری ہو جاتی ہیں جن پر شکر واجب ہے اور کچھ حاجتیں کوشش کے باوجود پوری نہیں ہوتیں ان پر صبر لازم ہے اور اسی شکر اور صبر سے انسان کے روحانی درجات بلند ہوتے ہیں اور ایمان کی ترقی نصیب ہوتی ہے۔

جو حاجتیں سامنے آرہی ہوں انہیں پورا کرنے کے لئے شریعت نے جائز اسباب اختیار کرنے کی اجازت دی ہے، انہی اسباب پر دنیا قائم ہے اور اسی لئے دنیا کو "دارالاسباب" کہا

جاتا ہے۔ مگر تمام اسباب میں سب سے مقدم اور سب سے پہلے ''دعا'' ہے کہ آدمی اسباب اختیار کرنے سے پہلے، ورنہ اسباب اختیار کرتے وقت ''مسبب الاسباب'' اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف ضرور رجوع کرے، اُس سے دعا مانگے، اپنی حاجت اس سے طلب کرے اور پھر جائز اسباب اختیار کر کے وہ حاجت پوری کرنے کی کوشش کرے، اسے ہی ''توکل'' کہا جاتا ہے کہ اسباب پر بھروسہ نہ کیا جائے بلکہ اسباب اختیار کرنے سے پہلے یا اسباب اختیار کرتے وقت مسبب الاسباب اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے عجز و نیاز کے ساتھ درخواست کی جائے کیونکہ خالق اور مالک وہی ہے اور تمام اسباب اسی کے بنائے ہوئے اور اُسی کے قبضہ میں ہیں۔ ''دعا'' کا یہ اہتمام ''عبد منیب'' اور مؤمن کامل کی خاص پہچان ہے۔ دعا سے حاجت پوری ہوتی ہے اور حاجت نہ بھی پوری ہو تو دُعا جو عبادت کا مغز ہے اس کا پورا ثواب ملتا ہے۔ یعنی نفلی عبادات سے بھی بڑھ کر اصلی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔ پھر دعا وضوء کے ساتھ بھی ہو سکتی ہے اور بغیر وضوء بلکہ بغیر غسل کے بھی ہو سکتی ہے، البتہ اگر انسان وضوء کر کے دو رکعت نماز نفل ادا کرے پھر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت مانگے تو وہ نماز حاجت کہلاتی ہے۔ اس کا ثواب عام دعا کے ثواب سے کہیں زیادہ ہے اور قبول ہونے کی امید بھی بہت زیادہ ہے۔

نماز حاجت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کبھی کوئی پریشانی ہوتی تو آپ جلدی سے نماز کی طرف تشریف لے جاتے۔

(قال الملا علی قاری ولما ورد أنه علیه الصلاة و السلام کان إذا حزبه أمر فزع الی الصلاة ۔ مرقاة ص ۳۵۵ ج ۳ باب عیادة المریض)

لہٰذا دعا کی افضل ترین صورت یہ ہے کہ دو رکعت نماز حاجت (نفل) کی نیت سے پڑھے اور پھر اپنی حاجت کے لئے دعا کرے۔ جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن اَبی اَوفیٰ اَسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

(۱) ۔۔۔ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهُ إِلَى اللّٰهِ حَاجَةٌ ، أَوْ إِلَى أَحَدٍ مِنْ بَنِي آدَمَ فَلْيَتَوَضَّأْ وَلْيُحْسِنِ الْوُضُوءَ ثُمَّ لِيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ ، ثُمَّ لِيُثْنِ عَلَى اللّٰهِ ، وَلْيُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لِيَقُلْ :

ترجمہ : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت ہو یا بنو آدم میں سے کسی سے کوئی کام ہوتو وہ وضوء کرے اور اچھا وضوء کرے (یعنی سنت کے مطابق وضوء کرے) پھر دو رکعت نماز ادا کرے، پھر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے پھر یہ کہے:

" لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، أَسْأَلُكَ مُوجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ ، وَالْغَنِيمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ، وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ إِثْمٍ ، لَا تَدَعْ لِي ذَنْبًا إِلَّا غَفَرْتَهُ، وَلَا هَمًّا إِلَّا فَرَّجْتَهُ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا إِلَّا قَضَيْتَهَا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ۔" (وقال الترمذی رحمه الله تعالیٰ هذا حديث غريب وفی اسناده مقال)

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو بُردبار کرم فرمانے والا ہے، میں اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں جو عرش عظیم کا پروردگار ہے، تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو جہانوں کا پروردگار ہے، اے اللہ میں آپ سے سوال کرتا ہوں اُن چیزوں کا جو آپ کی رحمت کو مجھ پر واجب کردیں اور ان کاموں کا جن کے ذریعہ آپ کی مغفرت مجھ پر پکّی ہوجائے، ہر نیکی کی غنیمت مانگتا ہوں، ہر گناہ سے سلامتی چاہتا ہوں، میرا کوئی گناہ نہ چھوڑیں مگر آپ اسے بخش دیں، ہر پریشانی مجھ سے دور کردیں، اور میری ہر وہ حاجت جس میں آپ کی رضا ہو وہ پوری کردیں یا ارحم الراحمین۔ (جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ، مشکوۃ۔ مرقاۃ ص ۲۱۳ ج ۳)

اس روایت میں نماز حاجت اور اس کے بعد کی دعا سکھائی گئی ہے البتہ اس روایت اور

دوسری روایات کے مطابق اس میں ان چیزوں کا خیال رکھے:

ا......وضوء اچھی طرح کرے یعنی سنت کے مطابق وضوء کیا جائے

۲......نماز خشوع خضوع سے ادا کی جائے۔

۳......نماز کے بعد پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی جائے جس کے لئے مختلف کلمات عربی یا اپنی زبان میں اختیار کئے جاسکتے ہیں۔حمد کے معروف کلمات یہ ہیں،ان میں سے کوئی یاسب پڑھ سکتے ہیں۔

(الف)...... سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالىٰ جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ۔

(ب)...... اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا دَائِمًا مَعَ دَوَامِكَ ، وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا خَالِدًا مَعَ خُلُوْدِكَ وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا لَا مُنْتَهٰى لَهُ دُوْنَ مَشِيَّتِكَ وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا لَايُرِيْدُ قَائِلُهُ اِلَّا رِضَاكَ وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا عِنْدَ كُلِّ طُرْفَةِ كُلِّ عَيْنٍ وَتَنَفُّسِ كُلِّ نَفْسٍ ۔

(ج)--- رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًاطَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ ۔

(د)--- رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوٰتِ وِمِلْءَ الْاَرْضِ وَمِلْءَ مَابَيْنَهُمَا وَمِلْءَ مَاشِئْتَ مِنْ شَئْيٍ بَعْدُ ،

حمد خداوندی کے ان مختلف کلمات میں سے جو پڑھ سکیں پڑھیں۔

۴......اس کے بعد درود شریف پڑھیں عام نماز والا درود جو درود ابراہیمی کے نام سے معروف ہے بہتر اور آسان ہے۔

۵......اس کے بعد یہ دعائے حاجت جو حدیث شریف میں نقل کی گئی ہے۔دل سے مانگیں اور بہتر ہے کہ ایک سے زائد تین مرتبہ اسے دل سے مانگیں۔

(۲) اگر مسنون عربی کی یہ دعائے حاجت یاد نہ بھی ہو تو بھی حاجت کی نیت سے دو رکعت نماز نفل (نماز حاجت) پڑھ کر اپنی زبان میں دعا کی جائے تو قبولیت کی بہت زیادہ

امید ہوتی ہے۔معروف صحابی سیدنا حضرت ابوالدرداء، رضی اللہ عنہ، کی وفات کا وقت قریب آیا تو فرمایا لوگوں کو میری یہ حالت بتادو، گھر میں پہلے ہی بڑا مجمع تھا جو عیادت اور زیارت کے لئے آیا ہوا تھا۔ پھر حضرت ابوالدرداءؓ نے فرمایا میری چارپائی باہر لے چلو، پھر فرمایا مجھے سہارا دے کر بٹھادو، جب بیٹھ گئے تو فرمایا اے لوگو! میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے :

مَنْ تَوَضَّأَ فَأَسْبَغَ الْوُضُوءَ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ يُتِمُّهُمَا أَعْطَاهُ اللّٰهُ مَاسَأَلَ مُعَجِّلًا أَمْ مُؤَخِّرًا ۔ قَالَ اَبُوالدَّرْدَاءِ يَا اَيُّهَا النَّاسُ ، اِيَّاكُمْ وَالْاِلْتِفَاتَ ، فَاِنَّهُ لَاصَلَاةَ لِلْمُلْتَفِتِ ،فَاِنْ غُلِبْتُمْ فِى التَّطَوُّعِ فَلَا تُغْلَبُنَّ فِىْ الْفَرِيْضَةِ ۔ (غاية المقصد فى زوائد المسند ١/ ٣٢٠) وبمثل ذلك فى مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ٢/ ٢٧٨)

کہ جس نے وضو کیا اور مکمّل وضو کیا پھر اطمینان سے دو رکعتیں مکمل کیں پھر اللہ تعالیٰ سے مانگا تو اللہ تعالیٰ اس کی مانگی ہوئی چیز عطا کرے گا کبھی فوری طور پر کبھی بعد میں پھر حضرت ابوالدرداء نے فرمایا اے لوگو! نماز میں اِدھر اُدھر توجہ نہ کرو کیونکہ ایسا کرنے والے کی نماز مکمل نہیں ہوتی اور اگر نفلوں میں یہ غلطی ہو تو کم از کم فرض نماز میں یہ غلطی نہ کرنا۔

نماز حاجت بمع دعائے توسّل

توسّل کا مطلب وسیلہ یا واسطہ بنانا ___ واضح رہے کہ قرآن وحدیث کی تقریباً ساری ماثور دعائیں بغیر توسّل کے ہیں، اس لئے ماثور اور مسنون دعائیں اسی طرح مانگنی چاہئیں جس طرح وہ قرآن وحدیث میں وارد ہوئی ہیں اور ہر دعا یا ہر روز وسیلہ کے ساتھ دعا مانگنا مناسب نہیں کیونکہ اس طرح کا طریقہ قرآن وحدیث سے ثابت نہیں، البتہ کبھی کبھار اگر آدمی وسیلہ کے ساتھ دعا مانگ لے تو وہ بھی ناجائز نہیں بلکہ ثابت ہے۔ پھر توسّل کی تین صورتیں ہیں:

(۱)...... اللہ تعالیٰ کی رحمت کاملہ، مغفرت واسعہ اور قدرت عامّہ کا واسطہ دے کر دعا کی جائے کہ ''یا اللہ یا ارحم الراحمین آپ کو آپ کی رحمت کاملہ کا واسطہ، آپ میرا یہ کام کردیں'' تو یہ بالکل جائز ہے۔ یہ صفات باری تعالیٰ کے ذریعہ استغاثہ ہے اور

اس کے جائز بلکہ مستحب ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔

(۲)...... اپنے کسی عمل صالح کا واسطہ دے کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا کہ ''یا اللہ اگر میں نے فلاں کام آپ کی رضا کے لئے کیا تھا تو یا اللہ اس کی برکت سے یہ مصیبت مجھ سے دور فرما دے''...... یہ بھی جائز ہے اور ایک مستند صحیح حدیث سے ثابت ہے جسے ''حدیث الغار'' کہا جاتا ہے کہ تین آدمی بارش سے بچنے کے لئے ایک غار میں داخل ہوئے تو لینڈ سلائیڈنگ کی وجہ سے ایک بھاری چٹان آ کر گری اور غار کا منہ بند ہو گیا، جب باہر نکلنے کی کوئی صورت نہ نظر آئی تو ان تینوں نے یکے بعد دیگرے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ یا اللہ میں نے فلاں نیکی کی تھی اگر آپ جانتے ہیں کہ وہ نیکی میں نے صرف آپ کے لئے کی تھی [1] تو یا اللہ ہمارا راستہ کھول دے، یکے بعد دیگرے تینوں نے اللہ تعالیٰ سے اپنے نیک عمل کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے وہ چٹان ہٹا دی، یہ تینوں باہر نکل آئے اور ان کی جان بچ گئی۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم، صحیح ابن حبان، طبرانی، مسند احمد، ابوعوانہ وغیرہ)

اس روایت سے واضح ہے کہ انسان اپنے کسی نیک عمل کا واسطہ دے کر اللہ تعالیٰ سے دعا کر سکتا ہے، ایسا عمل جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کیا گیا ہو اور اس کی بارگاہ میں مقبول ہو۔

(۳)...... توسّل کی تیسری صورت یہ ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے وقت اللہ تعالیٰ کے کسی ایسے متقی بندے کا واسطہ دے جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہو اور جس

---

(۱)۔ وفی فتح الباری: فليدع كل رجل منكم بما يعلم أنه قد صدق فيه، وفی رواية موسى بن عقبة،" انظروا أعمالا عملتموها صالحة لله"، ومثله لمسلم، وفی رواية الكشمهنی "خالصة أُدعو االله بها" ومن طريقه فی البيوع "ادعو الله بأفضل عمل عملتموه"، وفی رواية سالم " انه لاينجيكم الا ان تدعوا الله بصالح أعمالكم"، وفی حديث أبی هريرة وأنس جميعا--- "أُدعو الله بأوثق أعمالكم"، وفی حديث علیّ عند البزار" تفكروا فی أحسن أعمالكم فادعوا الله بها"۔ راجع فتح الباری ص ۵۰۷ ج ۶۔

نے اپنی پوری زندگی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے لگائی ہو۔ مثلاً نبی علیہ السلام کا واسطہ دے کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرے جیسا کہ اگلی حدیث میں آ رہا ہے یا کسی صحابی کا واسطہ دے کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نماز استسقاء میں دعا کی اور فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتُسْقِنَا ، وَاِنَّانَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا۔ (رواه البخاری مشکوة المصابیح)

اے اللہ ہم آپ کو اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا وسیلہ دیتے تھے تو آپ بارش برساتے تھے، اب ہم آپ کو نبی علیہ السلام کے چچا (سیدنا حضرت عباسؓ) کا واسطہ دیتے ہیں، ہم پر باران رحمت نازل فرما۔ (مرقاۃ شرح مشکوۃ ص ۳۳۹ ج ۳)

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی و امّی کے وسیلہ سے دعا کرنے والی حدیث وہ ہے جو سنن ابن ماجہ، جامع ترمذی اور جامع کبیر طبرانی میں ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی اچھی طرح (سنت کے مطابق) وضوء کر کے دو رکعت نماز نفل ادا کرے اور پھر یہ دعا مانگے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِمُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰی لِیْ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ۔

اے اللہ میں آپ سے سوال کرتا ہوں اور محمد نبی رحمت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ذریعہ آپ کی طرف متوجّہ ہوتا ہوں تاکہ میری یہ حاجت پوری ہو جائے، یا اللہ ان کی شفاعت کو میرے بارے میں قبول فرمالے۔

جیسا کہ شروع میں عرض کیا گیا کہ توسّل کی یہ تینوں صورتیں جائز ہیں، لیکن قرآن حدیث کی تقریباً ۹۹ فیصد دعائیں بغیر توسل کے ہیں، اس لئے اُن مسنون دعاؤں کا اہتمام کرنا ہی سنت کے مطابق ہے، البتہ توسّل کی پہلی صورت جس میں اللہ تعالیٰ کی صفاتِ جلال و جمال کا واسطہ دے کر دعا کی جاتی ہے وہ توسّل کی سب سے بہتر صورت ہے، وہ بے غبار ہے اور مختلف احادیث سے اس کا ثبوت ہے۔

مصیبت اور حاجت کے وقت قرآن کریم کی اہم دعائیں

١ ...... لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔

اے اللہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ آپ کی پاکی بیان کرتا ہوں، بے شک میں ہی ظالموں میں سے تھا۔

یہ سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۸۷ کی قرآنی دعا ہے کہ جب سیدنا یونس علیہ السلام بڑی مچھلی کے پیٹ میں چلے گئے اور سمندر کی تاریکی، پیٹ کی تاریکی اور رات کی تاریکیوں میں گھرے ہوئے تھے تو انہوں نے یہ دعا مانگی اور اللہ تعالیٰ نے آیت: ۸۸ میں فرمایا ہے:

''تو ہم نے ان کی دعا قبول کی، اور انہیں گھٹن سے نجات دی اور ہم اسی طرح مؤمنوں کو نجات دیتے ہیں۔'' (الانبیاء :۸۸)

اور ترمذی، نسائی اور مسند احمد کی روایت میں ہے کہ جو مسلمان بھی اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے کوئی دعا مانگے گا اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرمائیں گے۔ (۱) لہٰذا پریشانی اور مصیبت کے وقت اس دعا کا ورد کرنا بہت مجرب ہے۔

٢ ...... اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ۔ (الانبیاء: ۸۳)

مجھے یہ تکلیف پہنچ گئی ہے اور آپ رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

یہ سیدنا ایوب علیہ السلام کی دعا ہے کہ جب ان پر ظاہراً طرح طرح کی تکلیفیں آئیں، اہل خانہ جدا ہو گئے، مال اولاد نہ تھے، بیماری شدید تھی، اس وقت سیدنا ایوب علیہ السلام نے یہ دعا مانگی تھی جو اوپر ذکر کی گئی، آگے قرآن کریم کی آیت ۸۴ میں ارشاد ہے:

"تو ہم نے ان کی دعا قبول کر لی، ان کی تکلیف ان سے دور کر دی اور اپنی طرف سے رحمت کے ساتھ ہم نے انہیں ان کے اہل خانہ اور دوسرے لوگ عطا کر دیئے اور یہ عبادت

---

(۱) قبولیتِ دعا میں کبھی وہی چیز مل جاتی ہے جو مانگی تھی، کبھی اس سے بہتر دوسری چیز دے دی جاتی ہے اور کبھی آخرت کے لئے اسے ذخیرہ کر دیا جاتا ہے۔

کرنے والوں کے لئے یادگار سبق ہے۔لہٰذا پریشانی کے وقت اس دعا کا ورد کرنا بھی بہت مفید ہے:

٣...... حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ۔ (آل عمران: ١٧٣)

ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔

غزوۂ احد میں شکست کے بعد جب کافروں کے دوبارہ حملہ آور ہونے کی اطلاع آئی تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے یک زبان ہو کر فرمایا:﴿ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ﴾ اگلی آیت ١٧٤ میں ارشاد ہے کہ:

وہ اللہ تعالیٰ کی نعمت اور اس کا فضل لے کر واپس پلٹے اور انہیں کوئی تکلیف پیش نہیں آئی۔(آل عمران:١٧٤)

لہٰذا پریشانی اور تکلیف خصوصاً اجتماعی مصیبت کے وقت اس کلمہ کا ورد کرنا بہت نافع اور مفید ہے۔

نوٹ: البتہ ان سب کلمات کا ورد کرتے وقت ان کلمات کا معنی ذہن میں رکھنا چاہئے اور ورد دعا کی طرح ہو یعنی اللہ تعالیٰ سے مانگنے کی کیفیت دل میں رہنی چاہئے ــــــ یہ نہ ہو کہ زبان پر کچھ ہو اور دل میں کچھ اور۔

٤ ...... حَسْبِيَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ، عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ

مجھے اللہ کافی ہے اُس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور وہ عرشِ عظیم کا پروردگار ہے۔(سورۃ التوبہ آیت:١٢٩)

یہ دعا اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھائی ہے کہ اگر یہ لوگ آپ سے مُنہ پھیر لیں تو آپ یہ کلمہ کہیں ــــــ معلوم ہوا کہ پریشانی، تنہائی کے وقت، نیز اچھی خواہشات پوری نہ ہونے کی وجہ سے دل پر بوجھ ہو تو ان کلمات کا ورد کرنا اکسیر ہے۔

معروف صحابی سیدنا حضرت ابوالدرداء، رضی اللہ عنہ، فرماتے تھے کہ جو شخص صبح اور شام

یہ آیتیں سات سات مرتبہ پڑھ لیا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے سارے کام آسان فرمادیتے ہیں۔ (قرطبی، تفسیر معارف القرآن ص۴۹۶ ج۴)

مصیبت اور حاجت کے وقت حدیث شریف کی اہم دعائیں

۱......حضرت عبداللہ بن عباس، رضی اللہ عنہما، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مصیبت، تکلیف پریشانی کے وقت یہ کہا کرتے تھے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ۔ (صحيح بخاری، باب الدعاء عند الكرب)

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ عظمت والا ہے، بُردبار ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ آسمانوں اور زمین کا پروردگار ہے اور عظمت والے عرش کا پروردگار ہے۔

۲......اور صحیح بخاری کی دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ۔

(حوالہ مذکورہ بالا)

۳......سنن ابن ماجہ اور سنن ابی داؤد میں حضرت اسماء بنت عمیس، رضی اللہ عنہا، کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکلیف اور پریشانی کے وقت مجھے یہ کلمات سکھائے اور معجم کبیر اور شعب الایمان کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ جسے کوئی پریشانی ہو یا غم ہو یا بیماری ہو یا تکلیف ہو اور وہ یہ کلمات پڑھتا رہے تو اللہ تعالیٰ اس کی پریشانی دور کردے گا۔ کلمات یہ ہیں:

اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّی لَا اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا

اللہ! اللہ میرا پروردگار ہے میں اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کرتا۔

نوٹ: دعا نمبر۱، نمبر۲ اور نمبر۳ میں جو کلمات حدیث شریف سے ثابت شدہ نقل کئے گئے ہیں ان میں دیکھنے میں کوئی دعا نظر نہیں آتی لیکن ان کلمات مبارکہ سے ہمیں معلوم ہوتا

ہے کہ اصل بات مصیبت میں اللہ تعالیٰ کو پکارنا ہے، جیسے بچہ امّی امّی کہکر پکارتا رہتا ہے اور روتا رہتا ہے کچھ اور نہیں کہہ پاتا، اسی طرح مصیبت پریشانی کے وقت بندہ کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کو پکارتا رہے، یہ پکارنا بذات خود بڑی عبادت ہے اور تقرب الی اللہ کا اہم ترین ذریعہ ہے۔

۴...... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے کوئی پریشانی یا غم پیش آجائے تو اسے یہ کہنا چاہئے، جو بندہ یہ کہے گا، اللہ تعالیٰ اس کے غم کو خوشی سے بدل دے گا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہم یہ آگے سکھا سکتے ہیں فرمایا ہاں یہ کلمات سکھاؤ:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیُ عَبُدُكَ وَابُنُ عَبُدِكَ وَابُنُ اَمَتِكَ ، فِیُ قَبُضَتِكَ ، نَاصِيَتِیُ بِيَدِكَ ، مَاضٍ فِیَّ حُكُمُكَ ، عَدُلٌ فِیَّ قَضَآؤُكَ ، اَسُأَلُكَ بِكُلِّ اسُمٍ هُوَ لَكَ ، سَمَّيُتَ بِهٖ نَفُسَكَ ، اَوُ اَنُزَلُتَهُ فِیُ كِتَابِكَ ، اَوُ عَلَّمُتَهُ اَحَدًا مِنُ خَلُقِكَ ، اَوِاسُتَأُثَرُتَ بِهٖ فِیُ عِلُمِ الُغَيُبِ عِنُدَكَ ، اَنُ تَجُعَلَ الُقُرُآنَ الُعَظِيُمَ رَبِيُعَ قَلُبِیُ ، وَنُوُرَ بَصَرِیُ ، وَشِفَاءَ صَدُرِیُ ، وَجِلَاءَ حُزُنِیُ وَذَهَابَ هَمِّیُ (رواه ابن السنی فی عمل اليوم والليلة ص ۳۰۱ وأخرجه أحمد فی مسنده وابن حبان والحاکم فی المستدرك وصححه والبزّار۔)

ترجمہ : اے اللہ میں آپ کا بندہ ہوں اور آپ کے ایک بندہ اور ایک بندی کا بیٹا ہوں، آپ کے قبضہ میں ہوں، میری پیشانی آپ کے ہاتھ میں ہے، مجھ میں آپ کا فیصلہ چلتا ہے، آپ کا فیصلہ عین انصاف ہے، میں آپ سے آپ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ہر اس نام کے وسیلہ سے مانگتا ہوں جو آپ نے اپنے لئے رکھا ہے یا آپ نے کتاب اللہ میں اسے ذکر کیا ہے یا اپنی مخلوق میں سے کسی کو سکھایا ہے یا آپ نے اپنے علم غیب میں اسے باقی ناموں پر ترجیح دی ہے کہ آپ قرآنِ عظیم کو میرے دل کی بہار بنادیں، میری آنکھوں کا نور، میرے سینہ کی شفا، میرے غم کو دور کرنے والا، اور میری پریشانی کو دور کرنے والا بنادیں۔[1] (آمین)

---

(۱) نوٹ: پریشانی مستقبل سے متعلق ہوتی ہے جبکہ غم اور رنج کا تعلق ماضی سے ہے ۱۲ م

۵......حضرت ابوبکرہ (حضرت نفیع بن الحارث) رضی اللہ عنہ، نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مصیبت زدہ آدمی یہ کلمات پڑھے:

اَللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ اَرْجُوْ فَلَا تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ وَّأَصْلِحْ لِيْ شَأْنِيْ كُلَّهٗ لَااِلٰهَ اِلَّا أَنْتَ ۔ (عمل اليوم والليلة ص ٣٠٤ أخرجه أبوداو،د وابن حبان والبخاری فی الادب المفرد)

ترجمہ: اے اللہ مجھے صرف آپ کی رحمت سے امید ہے تو آپ ایک پلک جھپکنے کی مقدار بھی مجھے میرے سپرد نہ کیجئے۔ اور میرے سب حالات درست کر دیجئے۔ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

٦...... يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ

(اے زندہ، اے آسمان وزمین کو تھامنے والے آپ کی رحمت کے ذریعہ آپ سے فریاد کرتا ہوں) اس مبارک کلمہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے فریاد کرنا اور دعا کرنا بھی بہت مفید ہے۔ (حصن حصین)

ان دعاؤں کے علاوہ دن میں ایک بار سورۂ یٰس پڑھنا اور ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھنا بھی حاجت پوری کرنے کے لئے مفید ہے۔ اسی طرح چلتے پھرتے لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھنا اور استغفار کی کثرت کرنا بھی اکسیر ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہماری دنیا وآخرت کی سب حاجات پوری فرمائے اور ہمیں رضا بالقضاء کی توفیق سے بھی نوازے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور اس کے فیصلوں پر راضی رہنا ایمان ویقین کا اونچا مقام ہے اسی لئے صحابہؓ کی خاص صفت قرآن میں یہ ذکر کی گئی ہے کہ وہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے راضی رہتے تھے تو اللہ تعالیٰ بھی ان سے راضی رہتا تھا، رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ۔

(۶)
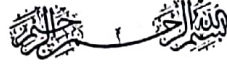
نماز استخارہ اور استخارہ کی دعائیں

استخارہ کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کرنا جیسے استغفار کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرنا اور استعاذہ کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے تمام مسلمانوں کو بہت اہتمام کے ساتھ یہ تعلیم دی ہے کہ مستقبل سے متعلق کئے جانے والے اہم فیصلوں سے پہلے استخارہ ضرور کیا جائے یعنی اللہ تعالیٰ سے مستقبل کے لئے کئے جانے والے فیصلہ سے پہلے اس کے بارے میں خیر طلب کی جائے اور دعا کی جائے کہ یا اللہ میرے لئے جونسی صورت بہتر ہو، جو دنیا وآخرت کے اعتبار سے میرے لئے مُفید ہو مجھے اس کی توفیق عطا فرما، اس کے اسباب اور راستے مجھ پر کھول دے اور جونسی صورت میرے لئے نقصان دہ ہو مجھے اس سے بچالے، اُسے مجھ سے روک دے اور اس کے بجائے بہترین صورت کے اسباب میرے لئے مقدّر فرمادے اور میرے حق میں خیر کا فیصلہ فرمادے۔ لہٰذا مستقبل کے معاملات میں یہ استخارہ سنّت ہے جس کا اہتمام کرنا چاہیئے، البتہ قرآن وحدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ:

الف...... جب بھی مستقبل کے بارے میں کوئی فیصلہ کرنا ہو تو فیصلہ کرنے سے پہلے غور وفکر سے کام لیا جائے۔ اس کام کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیا جائے کہ اس میں کیا فوائد ہوں گے؟ اور کون کون سے نقصانات کا اندیشہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ عقل کو اس کے لئے استعمال کیا جائے۔

ب...... اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کی جائے جسے استخارہ کہا جاتا ہے۔اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت اہمیت کے ساتھ اس کی تعلیم دی ہے جیسا کہ آگے حدیث شریف میں آرہا ہے۔

ج...... غور وفکر اور استخارہ کے ساتھ ساتھ اہلِ محبّت اور اُس کام کے تجربہ کار لوگوں سے مشورہ بھی کیا جائے تاکہ مختلف پہلو سامنے آسکیں۔قرآن کریم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا تھا ﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ﴾ یعنی آپ صحابہؓ سے مشورہ کیا کریں۔(سورۃ آل عمران آیت ۱۵۹)اور قرآن مجید کی ایک سورت کا نام ہی ''سورۃ الشوریٰ'' ہے اس کی آیت ۳۸ میں صحابہؓ اور اولیاء اللہؒ کی صفات ذکر کرتے ہوئے یہ بھی ارشاد فرمایا گیا کہ ﴿وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ﴾ کہ ان کا کام آپس کے مشورہ سے طے ہوتا ہے۔(القرآن)

معجم طبرانی کی ایک روایت میں ہے جو سنداً اگرچہ ضعیف ہے لیکن اس کا مفہوم دوسری نصوص کے مطابق ہے: مَاخَابَ مَنِ اسْتَخَارَ ، وَمَا نَدِمَ مَنِ اسْتَشَارَ ۔ یعنی جو اللہ تعالیٰ سے استخارہ کرتا ہے وہ ناکام نہیں ہوتا اور جو مشورہ کرکے کام کرتا ہے وہ شرمندہ نہیں ہوتا۔

لٰہذا جب بھی کوئی اہم کام انجام دینا ہو تو:

(الف)......سب سے پہلے خود اس کے اچھے بُرے ہونے کا فیصلہ کرے اور اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل کی جو عظیم دولت عطا کی ہے اسے استعمال کرکے طے کرے کہ یہ کام کرنا مناسب ہوگا یا نہیں۔

(ب)......پھر اگر عقلاً اور شرعاً وہ کام درست اور حلال ہو اور کرنا مفید معلوم ہوتا ہو تو اللہ تعالیٰ سے مسنون استخارہ کرے جس کا ذکر آگے آرہا ہے۔

(ج)......استخارہ کے بعد یا استخارہ کے ساتھ ساتھ اہل محبت، مُخلص اور تجربہ کار لوگوں سے مشورہ کرے کیونکہ مشورہ کرکے کام شروع کرنا شرعی حکم ہے اور مشورہ بھی رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کی وہ عادت اور سنت مبارکہ ہے جس کا آپ ہمیشہ اہتمام فرماتے تھے۔ان تینوں مراحل کے بعد جب دل مطمئن ہو جائے تو اللہ کا نام لے کر حوصلہ اور ہمّت کے ساتھ وہ کام انجام دے اور اس کے لئے تمام ضروری اسباب بھی اختیار کرے۔

استخارہ کا مسنون طریقہ

صحیح بخاری اور دیگر مستند کتب حدیث میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تمام کاموں میں استخارہ کرنا اس طرح سکھاتے تھے جیسے آپ ہمیں قرآن مجید کی سورتیں سکھاتے تھے۔آپ فرماتے تھے کہ "جب تم میں سے کوئی کسی کام کا ارادہ کرے تو وہ فرضوں کے علاوہ (یعنی بطورِ نفل) دو رکعت نماز پڑھے اور پھر یہ دعا مانگے" :

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ أَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ ، وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ ، وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ، اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ (۱) خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِيْ وَفِيْ عَاجِلِ أَمْرِيْ وَآجِلِهٖ فَاقْدُرْهُ لِيْ ، وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ (۲) شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِيْ وَفِيْ عَاجِلِ أَمْرِيْ وَآجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ ، وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِيْ (۳) بِهٖ ۔

(صحیح بخاری ۔ فتح الباری ص ۱۸۳ ج ۱)

ترجمہ : اے اللہ میں آپ کے علم کے ذریعہ آپ سے خیر طلب کرتا ہوں اور آپ کی قدرت کے طفیل قدرت طلب کرتا ہوں اور آپ سے آپ کا عظیم فضل

(۱،۲)۔۔۔اس جگہ اپنی حاجت کا تصور کرے۔

(۳)۔۔۔ترمذی کی ایک روایت میں "رَضِّنِیْ" کے بجائے "أَرْضِنِیْ" بھی آیا ہے۔

مانگتا ہوں، کیونکہ آپ قادر ہیں میں قادر نہیں ہوں، آپ کو علم ہے مجھے علم نہیں اور آپ غیب کی باتوں کو جاننے والے ہیں۔اے اللہ! اگر آپ جانتے ہیں کہ یہ کام (یہ صورت) میرے دین، میری زندگی، میرے کاموں کے انجام کے اعتبار سے اور فوری اور بعد کے نتائج کے اعتبار سے میرے لئے بہتر ہے تو اسے میرے لئے مقدّر فرمادے۔۔۔اور اے اللہ! اگر آپ جانتے ہیں کہ یہ کام میرے دین، میری زندگی، میرے کاموں کے انجام اور فوری اور بعد کے نتائج کے اعتبار سے میرے لئے بُرا ہے تو اسے مجھ سے دور کردیجئے اور مجھے اس سے ہٹا دیجئے، اور جہاں میرے لئے خیر ہو وہ میرا مقدّر کردیں پھر مجھے اس پر راضی بھی رکھئے۔(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "ھذا الأمر" کی جگہ میں اپنی حاجت ذکر کردے (یا کم ازکم اس کا تصوّر رکھے) (صحیح بخاری۔کتاب الدعوات) (۱)

۲۔مستدرک حاکم میں سیدنا حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی خاتون سے منگنی کا ارادہ ہو تو فی الحال لوگوں سے ذکر نہ کرے بلکہ وضوء کرے اور اچھی طرح وضوء کرے پھر جتنی (نفل) نماز کی

---

(۱)۔۔۔صحیح البخاری (۸/۸۱)۔۔باب الدعاء عند الاستخارۃ

عن محمد بن المنكدر، عن جابر رضي الله عنه، قال : كان النبي صلى الله عليه وسلم يعلمنا الاستخارة في الامور كلها، كالسورة من القرآن : "اذاهم بالأمر فليركع ركعتين ثم يقول : اللهم انى استخيرك بعلمك، وأستقدرك بقدرتك، وأسألك من فضلك العظيم، فانك تقدر ولا أقدر، و تعلم ولا أعلم، وأنت علام الغيوب، اللهم ان كنت تعلم أن هذا الامر خير لي في ديني ومعاشي وعاقبة أمري. أو قال : في عاجل امري وآجله. فاقدره لي، وان كنت تعلم أن هذا الأمر شر لي في ديني ومعاشي وعاقبة أمري. أو قال : في عاجل أمري وآجله. فاصرفه عني واصرفني عنه، واقدر لي الخير حيث كان، ثم رضني به، ويسمي حاجته."

منجانب اللہ توفیق ہو وہ ادا کرے پھر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرے پھر اس کے بعد یہ دعا کرے :

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ ، وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ ، وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ، فَاِنْ رَأَیْتَ لِیْ فُلَانَۃَ (تُسَمِّیْھَا بِاسْمِھَا) خَیْرًا لِیْ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَآخِرَتِیْ ، فَاقْدُرْھَا لِیْ ، وَاِنْ کَانَ غَیْرُھَا خَیْرًا لِیْ مِنْھَا فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَآخِرَتِیْ ، فَاقْضِ لِیْ بِھَا ، أَوْ فَاقْدُرْھَا لِیْ ۔

ترجمہ : اے اللہ آپ قادر ہیں میں قدرت نہیں رکھتا، آپ جانتے ہیں میں نہیں جانتا اور آپ غیب کی باتوں کو خوب جاننے والے ہیں اگر آپ میرے لئے اس خاتون کو (اس کا نام لے کر کہے) میرے دین، میری دنیا، اور میری آخرت کے لئے بہتر سمجھتے ہیں تو اسے میرے لئے مقدّر فرمادیں، اور اگر اس خاتون کے علاوہ کوئی دوسری عورت، میرے دین، میری دنیا اور میری آخرت کے لئے بہتر ہے تو اس کا میرے حق میں فیصلہ فرمادے۔(۱)

---

(۱).. المستدرک علی الصحیحین للحاکم (۱/۷۵۴)

فَأَمَّا حَدِیْثُ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ فَرُّوْخٍ .... اَخْبَرَنِیْ حَیْوَۃُ بْنُ شُرَیْحٍ ، أَنَّ الْوَلِیْدَ بْنَ اَبِی الْوَلِیْدِ ، أَخْبَرَہُ أَنَّ اَیُّوْبَ بْنَ خَالِدِ بْنِ أَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیَّ حَدَّثَہُ، عَنْ اَبِیْہِ ، عَنْ جَدِّہٖ ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ، قَالَ : اکْتُمِ الْخِطْبَۃَ ، ثُمَّ تَوَضَّأْ فَأَحْسِنْ وُضُوْءَ کَ ، ثُمَّ صَلِّ مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَکَ ، ثُمَّ احْمَدْ رَبَّکَ وَمَجِّدْہُ ، ثُمَّ قُلِ : اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ ، وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ ، وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ، فَاِنْ رَأَیْتَ لِیْ فُلَانَۃَ تُسَمِّیْھَا بِاسْمِھَا خَیْرًا لِیْ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَآخِرَتِیْ ، فَاقْضِ لِیْ بِھَا "أَوْ قَالَ : (فَاقْدُرْھَا لِیْ) ھٰذِہٖ سُنَّۃُ صَلَاۃِ الْاِسْتِخَارَۃِ عَزِیْزَۃٌ تَفَرَّدَ بِھَا أَھْلُ مِصْرَ، وَرُوَاتُہُ عَنْ آخِرِھِمْ ثِقَاتٌ ، وَلَمْ یُخَرِّجَاہُ "

استخارہ کتنی مرتبہ کرنا بہتر ہے

(۳) ایک ضعیف روایت میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے انس جب تم کسی کام کا ارادہ کرو تو سات مرتبہ اپنے پروردگار سے استخارہ کرو۔ پھر دیکھو کہ تمہارا دل کس صورت کی طرف مائل ہو رہا ہے تو سمجھو کہ خیر اسی میں ہے۔(۱)

مختصر استخارہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کام کا ارادہ فرماتے تو یہ دعا مانگتے: اَللّٰھُمَّ خِرْ لِیْ وَاخْتَرْ لِیْ اے اللہ آپ میرے لئے پسند کردیں اور میرے لئے (بہتر صورت) اختیار کرلیں۔ (شرح السنۃ للبغوی ۱۵۵/۴)

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی فوری فیصلہ کرنا ہو اور مسنون طریقہ کے مطابق نماز پڑھ کر دعائے استخارہ مانگنے کا موقعہ نہ ہو تو یہ دعا مانگ کر توکلاً علی اللہ فیصلہ کرے تو امید ہے کہ اس میں خیر ہوگی۔

احقر نے اپنے اکابر کو دیکھا اور دیکھتا ہے کہ وہ جب کسی کام کا یا کسی فائل کا فیصلہ کرنے لگتے ہیں تو چند لمحات کے لئے رُک کر دل میں یہ دعا مانگ لیتے ہیں اور پھر اپنی زبان یا اپنے قلم سے فیصلہ فرماتے ہیں۔

۱۔ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا أنس اذا هممت بأمر فاستخر ربّک فيه سبع مرّات ثم انظر الى الذى يسبق الى قلبک فان الخير فيه. (عمل اليوم والليلة لابن السنى ص ۵۵۰) سنداً یہ حدیث قابل اعتماد نہیں البتہ فی نفسہ دعا کا تکرار کرنا حدیث سے ثابت ہے۔ عمدۃ القاری۔ حاشیہ عمل الیوم ص ۵۵۱۔

استخارہ سے متعلق چند اہم امور

۱......نماز استخارہ کی دو رکعتوں میں قرآن مجید کی کوئی سی دو سورتیں یا آیتیں پڑھی جاسکتی ہیں۔ بعض علماء نے پہلی رکعت میں سورۂ کافرون اور دوسری میں سوۂ اخلاص پڑھنے کا مشورہ دیا جبکہ بعض علماء نے پہلی رکعت میں سورۂ القصص کی آیت نمبر (۶۸) ﴿ وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ ﴾ الخ اور دوسری رکعت میں سورۃ الاحزاب کی آیت ۳۶۔ ﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ﴾ الخ کا مشورہ دیا ہے لیکن ان میں سے کوئی بات حدیث سے ثابت نہیں اس لئے یہ سورتیں یا آیتیں پڑھے تو بھی درست ہے یا اور کوئی سُورت یا آیت پڑھے وہ بھی درست ہے۔

۲......اگر وقت میں گنجائش ہو اور معاملہ اہم ہو تو مناسب ہے کہ سات مرتبہ نماز استخارہ اور دعائے استخارہ پڑھے یا کم از کم اتنی مرتبہ پڑھے کہ دل ایک طرف مائل ہوجائے اور تردّد دور ہوجائے۔ جیسا کہ عمل الیوم واللیلۃ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے اگر چہ حدیث سنداً ضعیف ہے۔

۳......استخارہ اور مشورہ کے نتیجہ میں خواب نظر آنا کوئی ضروری نہیں ہے بلکہ اصل بات یہ ہے کہ تردّد دور ہوجائے اور دل ایک طرف مائل ہوجائے اور ایک طرف خیر غالب نظر آنے لگے یا ایک طرف کے راستے بند ہونے شروع ہوجائیں اور دوسری طرف کے راستے کھلنے لگیں تو اسی میں خیر غالب سمجھی جائے۔ واضح رہے کہ خواب کی تعبیر بذات خود مشکل فن ہے۔ بعض اوقات خواب کے نتیجہ میں فیصلہ ممکن نہیں ہوتا، کیونکہ ایک ہی خواب کی مختلف تعبیریں دی جاسکتی ہیں اور خواب حجتِ شرعیہ بھی نہیں ہے۔

۴......استخارہ کے بعد دل جس طرف مائل ہو وہ صورت شریعت اور عقل کے اعتبار سے بھی بہتر ہونی ضروری ہے ورنہ شیطان یا نفس کے دھوکہ میں آدمی وہ صورت اختیار کرسکتا ہے جو شرعی اور عقلی اعتبار سے بہتر نہ ہو مگر اس کی اپنی ناجائز خواہشات کی اس سے تسلّی ہوتی

ہو۔(فتح الباری ص ۱۸۷ ج ۱۱)

۵......یہ بات بھی ہمیشہ ذہن میں رہنی چاہئے کہ یہ دنیا اور دنیا کی ہر چیز خیر وشر کا مجموعہ ہے حضرت مولانا مسیح اللہ قدس سرّہ کا ارشاد ہے کہ ایسی جگہ جہاں خیر ہی خیر ہو وہ صرف ایک جگہ ہے اور وہ جنت ہے اور ایسی جگہ جہاں شر ہی شر ہو وہ ایک جگہ ہے جو جہنم ہے۔ باقی دنیا خیر اور شر کا مجموعہ (اور جنت وجہنّم کا نمونہ) ہے۔

لہٰذا استخارہ کے بعد جو صورت اختیار کی جائے گی اس میں خیر غالب ہوگی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ مثلاً دو صورتوں کے درمیان استخارہ کیا گیا، فرض کیجئے ایک میں ساٹھ فیصد خیر تھی اور دوسری میں پچھتر فیصد اور استخارہ کے نتیجہ میں پچھتر فیصد والی خیر آپ کے لئے مقدّر ہوگئی تو بلاشبہ یہ خیر ہی ہے۔

۶......استخارہ کے بعد جو صورت اختیار کی جائے یا منجانب اللہ مقدّر ہو جائے یعنی اس کے راستے کُھل جائیں اور دوسری طرف کے راستے بند ہو جائیں تو اسے خیر سمجھ کر اختیار کرلیا جائے ـــــ لیکن ـــــ اس کے بعد یہ بھی ضروری ہے کہ خیر والی صورت کی خیر کو باقی رکھنے کی کوشش کی جائے۔ اپنی غفلت، لاپرواہی اور بدعملی سے خیر کی اس صورت کو ضائع نہ کیا جائے۔ مثلاً استخارہ کے نتیجہ میں جو کار خریدی گئی، یا مکان خریدا گیا، یا کسی عورت اور مرد سے نکاح کیا گیا اس کے حقوق ادا کر کے اس خیر کو باقی رکھنا بھی ضروری ہے۔ اگر بدعملی کے نتیجہ میں کوئی نقصان ہوا تو اس کی ذمہ داری استخارہ پر نہیں ہوگی بلکہ نقصان کی ذمہ داری اس بدعملی، کوتاہی، لاپرواہی اور غفلت پر عائد ہوگی جس کے نتیجہ میں یہ نقصان ہوا ہے۔

۷......اسی لئے استخارہ کے بعد جو صورت مقدر ہو اس میں پیش آنے والی نارمل اور معمولی مشکلات سے پریشان ہونے کا کوئی مطلب نہیں مثلاً استخارہ کے بعد اگر کوئی کار خریدی گئی تو پیٹرول، انجن آئل کی اپنے وقت پر تبدیلی، اپنے وقت پر ٹائروں کی تبدیلی، کار

کی معمول کی دیکھ بھال یہ سب زندگی کا حصّہ ہے۔استخارہ کے بعد یہ سب کام کار سے فائدہ اٹھانے کے لئے لازمی اور ضروری ہیں۔اسی طرح نکاح میں میاں بیوی کے لئے ضروری ہوگا کہ استخارہ کے بعد جو نکاح ہوا ہے اس میں دونوں ایک دوسرے کے حقوق لازمی ادا کریں ورنہ نقصان ہوگا مگر اس کی وجہ یہ ہوگی کہ انہوں نے ایک دوسرے کے حقوق ادا نہیں کیئے۔

۸...... ہر چیز کی خیر اسی کے حساب سے ہوتی ہے۔ہوسکتا ہے کہ ایک مدّت متعینہ تک اس میں خیر ہو لیکن مدّت پوری ہونے کے بعد اسے تبدیل کرنے کی ضرورت پڑ جائے اور پھر خیر دوسری جگہ ہو۔

۹......اصل خیر آخرت کی ہے اسی لئے اگر دنیا کی کچھ تکلیف پیش آئی مگر آخرت کے اعتبار سے اُس میں خیر عظیم ہوئی تو ایک مومن کے لئے وہ بھی نعمت ہے بلکہ نعمتِ کبریٰ ہے۔قرآن مجید میں ہے:﴿ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَّأَبْقٰى ﴾ آخرت بہتر ہے اور وہی باقی رہنے والی ہے۔(سورۃ الاعلیٰ)

۱۰...... ہر اہم کام کے لئے استخارہ کرنا لازم ہے اور یہ بذاتِ خود عبادت ہے لہٰذا اس عبادت کے ادا کرنے میں ہمارے لئے دنیا و آخرت کی سعادت ہے، جب کسی نے استخارہ کیا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اہم عبادت ادا کی۔استخارہ کرنے سے ثواب ملتا ہے اور ایمان باللہ اور تقرب الی اللہ میں اضافہ ہوتا ہے۔مسند اُحمد میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مِنْ سَعَادَةِ ابْنِ آدَمَ اسْتِخَارَتُهُ اللّٰهَ (فتح الباری ص ۱۸۴ ج ۱۱)

یعنی آدمی کے لئے یہ سعادت کی بات ہے کہ وہ اللہ سے استخارہ کرے یعنی اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کرے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے سے دنیا و آخرت کی خیر مانگنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہر معاملہ

میں خیر ہمارے لئے مقدّر فرمائے۔آمین۔

---

(۷)
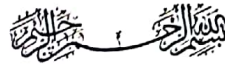
سات خوش نصیب مقرّبان بارگاہ خداوندی

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَبْعَةٌ یُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِیْ ظِلِّهٖ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ، اَلْاِمَامُ الْعَادِلُ، وَشَابٌّ نَشَأَ فِیْ عِبَادَةِ رَبِّهٖ، وَرَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ فِی الْمَسَاجِدِ، وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِی اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَیْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَیْهِ، وَرَجُلٌ طَلَبَتْهُ اِمْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصَبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰهَ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ صَدَقَةً أَخْفٰی حَتّٰی لَا تَعْلَمَ شِمَالُهٗ مَا تُنْفِقُ یَمِیْنُهٗ، وَرَجُلٌ ذَکَرَ اللّٰهَ خَالِیاً فَفَاضَتْ عَیْنَاهُ۔ (رواہ البخاری، فتح الباری ص ۱۴۳ ج ۲)

حضرت ابو ہریرہ، رضی اللہ عنہ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ؐ نے فرمایا: سات افراد وہ ہوں گے جنھیں اللہ تعالیٰ کے (عرش کے) سایہ میں جگہ ملے گی جبکہ اس کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا۔

انصاف کرنے والا حاکم، وہ نوجوان جو اپنے رب کی عبادت میں پروان چڑھا، وہ شخص جس کا دل مسجد میں اٹکا ہوا ہے، اور وہ دو آدمی جنہوں نے اللہ کے لئے ایک دوسرے سے محبت کی، اسی محبت پر جمع ہوتے اور اسی پر ایک دوسرے سے

جُدا ہوتے تھے۔اور وہ شخص جسے مرتبہ والی خوبصورت عورت نے (اپنی طرف گناہ کی) دعوت دی تو اس نے کہا میں اللہ سے ڈرتا ہوں، اور وہ آدمی جس نے کوئی صدقہ کیا اور چھپا کر دیا یہاں تک کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی علم نہیں ہوا کہ دایاں ہاتھ کیا خرچ کرتا رہااو وہ آدمی جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا تو (اللہ کی محبت یا خشیت سے) آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

یہ مشہور حدیث ہے جس میں اُن سات خوش نصیب حضرات کا ذکر کیا گیا ہے جو قیامت کے دن میدان محشر میں اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت کے سایہ میں ہوں گے۔

(۱)...... الاِمَامُ الْعَادِلُ : امام عادل......یعنی انصاف کرنے والا حکمران۔

(الف)...... یہ حکمران بڑا حکمران بھی ہوسکتا ہے جسے اسلامی سلطنت کے تمام افراد کے مابین انصاف کی حکمرانی کے لئے بٹھایا گیا ہو۔مگر نچلے درجہ کے حکمران بھی اسی کے حکم میں داخل ہیں، مثلاً سرکاری یا غیرسرکاری ادارہ کا نگران اعلیٰ، صدر، وزیر اعظم، اسپیکر، وزیر اعلیٰ، چیئر مین، نگران اعلیٰ، بڑی اور چھوٹی عدالتوں کے جج، تعلیمی یا غیر تعلیمی اداروں کے سربراہان، مہتمم، ناظم اعلیٰ، پرنسپل، کسی بھی شعبہ کا سربراہ، کسی بھی خاندان کا سربراہ، گھر کا سربراہ مرد، گھر کی خاتون سربراہ، کلاس کا امیر، وغیرہ۔یعنی ہر وہ شخص جس کے ماتحت ایک سے زائد افراد ہوں اور وہ ان کے درمیان انصاف سے کام لیتا ہو یا لیتی ہو۔(فتح الباری ص ۱۴۷ ج ۲)

(ب)......انصاف سے مراد مساوات نہیں ہے بلکہ انصاف سے مراد یہ ہے کہ جس کا جو حق بنتا ہو وہ اُسے پورا پورا دیا جائے اور دلوایا جائے۔انصاف سے مساوات مُراد لینا بڑی غلطی ہے جو مغربی دنیا سے آئی ہے۔کسی بھی ادارہ میں موجود افراد کی نہ صلاحیت برابر ہوتی ہے نہ تنخواہ برابر ہوتی ہے۔نہ عملاً یہ ممکن ہے البتہ یہ ضروری ہے کہ ان میں سے ہر ایک کے ساتھ انصاف سے کام لیا جائے، اور ان میں سے

ہر ایک کا جو حق بنتا ہو خواہ شریعت کے اعتبار سے، خواہ قانون کے اعتبار سے، خواہ عُرف کے اعتبار سے اور خواہ اخلاقی اعتبار سے، وہ حق اُسے پورا پورا دیا جائے اور دلوایا جائے ___ ایک گھر میں رہنے والے افراد میں کوئی بوڑھا ہوتا ہے، کوئی جوان، کوئی صحتمند ہوتا ہے کوئی مریض، کوئی کالج میں پڑھ رہا ہوتا ہے کوئی اسکول میں، کوئی دودھ پیتا بچہ ہوتا ہے، کوئی شادی شدہ عاقل بالغ اور بچوں کا باپ ہوتا ہے کوئی اپاہج معذور ہوتا ہے، کوئی کمانے اور محنت کرنے والا۔ ان سب میں مساوات کیسے ممکن ہے؟ ہاں ان سب کے ساتھ انصاف کرنا بہر حال ضروری اور لازم ہے۔

(۲)...... وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عَبَادَةِ رَبِّهٖ ___ وہ نوجوان جو اپنے رب کی عبادت میں پروان چڑھا۔

فارسی زبان کی مثل مشہور ہے ''درجوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبری ست'' یعنی جوانی میں توبہ کرنا پیغمبروں کا طریقہ ہے۔ بڑھاپے میں جبکہ گناہ کی نہ ہمّت رہتی ہے نہ حوصلہ، اس وقت تو اکثر لوگ توبہ کر لیتے ہیں اور یہ بھی ان پر اللہ تعالیٰ کا کرم ہوتا ہے کہ کم از کم ان کا خاتمہ بالخیر ہو جاتا ہے ___ لیکن ___ اصل درجہ اُن نوجوانوں کا ہے جو جوانی میں پاکیزہ زندگی گذارتے ہیں، حسنِ اخلاق کے ساتھ محنت مشقت کی زندگی گذارتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی عبادت، اس کے ذکر و فکر میں کمی نہیں کرتے اور قبر کے کنارہ تک ایمان اور اعمال صالحہ کو مضبوطی سے تھامے رکھتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو میدان محشر میں اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت کے سایہ میں ہوں گے۔

(۳) ___ وَرَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ : وہ نمازی جس کا دل مساجد میں اٹکا ہوا ہو:

یعنی اس کی زندگی میں نماز کو مرکزی اہمیت حاصل ہو (کیونکہ نماز دین کا ستون ہے) اس کے پورے دن کی مصروفیات پانچوں نمازوں کے گرد گھومتی ہوں۔ وہ افسر ہو یا ملازم،

تاجر ہو یا کاشتکار، دکاندار ہو یا زمیندار، ٹھیکیدار ہو یا دیہاڑی دار، گھر میں رہنے والی خاتون ہو جو باورچی خانہ، گھر اور بچوں کی دیکھ بھال میں مصروف رہتی ہو یا اسکول کالج میں تعلیم پانے والا نوجوان، اگر وہ اپنے دن بھر کے کاموں اور روزمرّہ کے اوقات کو اس طرح ترتیب دیتا / اور ترتیب دیتی ہو کہ ہر نماز اپنے اپنے وقت پر اپنی اپنی جگہ بآسانی خشوع خضوع کے ساتھ ادا ہو جاتی ہو تو ایسا شخص گویا سارے دن نماز ہی میں مشغول ہے کیونکہ اس کے دن کی ساری مصروفیات نماز کے گرد گھوم رہی ہوتی ہیں ۔ ایسا شخص گھر، دفتر، دکان، کاروبار، اسکول، کالج، بازار میں رہتے ہوئے بھی نماز کی تیاری ہی میں مصروف سمجھا جائے گا کیونکہ اس کا دل نماز میں اٹکا ہوا ہے۔

صحت مند مردوں کو مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا حکم ہے اس لئے جو شخص فجر کی نماز پڑھ کر مسجد سے نکلتا ہے اور اسے معلوم ہے کہ میں ظہر کی نماز فلاں مسجد، عصر کی نماز فلاں مسجد اور مغرب وعشاء کی نماز فلاں مسجد میں پڑھوں گا وہ دنیا کا کوئی بھی جائز کام کر رہا ہو اسے مسجد کے ساتھ جڑنے، مسجد کے ساتھ دل معلّق ہونے کی فضیلت حاصل ہے اس لئے وہ میدان محشر میں اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت کے سایہ میں مطمئن ہوگا۔

(۴) ــــ رَجُلَانِ تَحَابَّا فِیْ اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ ــــ حُب فی اللہ رکھنے والے دو آدمی جو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ جمع ہوتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر علیحدہ ہو جاتے تھے۔

دو آدمی جب ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں تو اس ملاقات کے مختلف اسباب اور مختلف مقاصد ہوتے ہیں، نیتیں مختلف ہو سکتی ہیں ۔ لیکن اگر دو شخص (رشتہ دار ہوں یا غیر رشتہ دار) اللہ تعالیٰ کی خاطر ایک دوسرے سے ملاقات کریں، کوئی دنیوی غرض اصل مقصد نہ ہو تو وہ مقربان بارگاہ خداوندی میں شامل ہیں کیونکہ ایمان کے بعد حب فی اللہ اور بُغض فی اللہ اعمال قلبیہ میں افضل ترین عمل ہے۔ عجیب بات ہے کہ حدیث شریف میں صرف جمع ہونے کو ذکر نہیں کیا گیا بلکہ جُدا ہونے کو بھی ذکر کیا ہے کہ دونوں اللہ کے لئے جمع ہوتے تھے

اور اللہ ہی کے لئے علیحدہ ہو جاتے تھے۔ معلوم ہوا کہ بعض اوقات علیحدہ ہو جانا بھی صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہوتا ہے تو وہ بھی باعث اجر وثواب ہے ___ خاص طور پر جب جمع ہونے یا اجتماع کے طویل ہونے سے جانبین کو الجھن تکلیف یا پریشانی کا خیال ہو تو اس وقت جمع ہونا یا اجتماع کو جاری رکھنا ثواب نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ایک دوسرے سے علیحدہ ہو جانا باعث اجر وثواب ہے۔

(۵)......وَرَجُلٌ طَلَبَتْهُ اِمْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّی اَخَافُ اللّٰهَ وہ شخص جسے مرتبہ والی خوبصورت عورت نے (گناہ کی) دعوت دی تو اس نے کہا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔

عورت خوب صورت ہو، مرتبہ والی ہو اور دعوت بھی وہی دے رہی ہو تو مرد کے لئے انکار کرنا بہت مشکل ہے مگر اس شخص نے اللہ تعالیٰ کی محبت وخشیت میں یہ دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا میں اللہ سے ڈرتا ہوں، میں یہ حرام دعوت قبول نہیں کر سکتا تو وہ مقربان بارگاہ خداوندی میں سے ہو گیا۔ یہی حکم اس خاتون کا ہے جسے کسی حسب نسب مرتبہ والے خوب رُو مرد نے گناہ کی دعوت دی، مگر خاتون نے اللہ کے خوف سے یہ حرام دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ (فتح الباری ص ۱۴۷ ج ۲) وہ بھی عرش کے سایہ میں ہوگی۔

(۶)......وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ صَدَقَةً أَخْفٰی حَتّٰی لاَ تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهُ‘ ___ وہ آدمی جس نے صدقہ دیا اور چھپا کر دیا یہاں تک کہ اس کے بائیں ہاتھ کو پتہ نہیں چلا کہ اس کا دایاں ہاتھ کیا خرچ کر رہا ہے۔

فرض نماز، فرض زکوۃ، فرض روزہ ظاہر کرنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ بہتر ہے اسی لئے فرض نماز مسجد میں باجماعت ادا کی جاتی ہے۔ فرض زکوۃ اور فرض روزہ کا بھی قریب کے لوگوں کو علم ہوتا ہے۔ لہٰذا فرائض کا اظہار ناپسندیدہ نہیں ہے بلکہ فرائض کی ادائیگی مسلمان کے اسلام کی علامت ہے۔ البتہ نفلی نماز، نفلی روزہ، اور خاص طور پر نفلی صدقہ لوگوں کے

سامنے خود ظاہر کرنا ناپسندیدہ [(۱)] ہے۔

نفلی صدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو دور کرتا ہے، آدمی کو جہنّم سے بچاتا ہے اور خاتمہ بالخیر کا ذریعہ ہے۔ اس لئے حسب استطاعت خاموشی کے ساتھ چپکے چپکے نفلی صدقات کا اہتمام کرنا مؤمن صادق کے ایمان کی علامت ہے۔ واضح رہے کہ نفلی صدقہ کا ثواب خراب کرنے والی دو ۲ چیزیں ہیں ایک دکھاوا، اور دوسرا صدقہ کا احسان جتلانا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿ یَـآ اَیُّھَـا الَّذِیْنَ آمَنُوْ لَا تُبْطِلُوْ ا صَدَ قٰتِکُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰی کَالَّذِیْ یُنْفِقُ مَالَهُ رِئَآءَ النَّاسِ﴾ (سورة البقرة، آیت نمبر ٢٦٤)

اے ایمان والوا! اپنے صدقات احسان جتلا کر اور تکلیف پہنچا کر ضائع مت کرو جیسے وہ شخص جو اپنا مال لوگوں کو دکھانے کے لئے خرچ کرتا ہے۔ (القرآن)

لہٰذا نفلی صدقہ دیتے وقت اپنے آپ کو ان دو خرابیوں سے بچانا نہایت ضروری ہے، ایک یہ کہ صدقہ کا اظہار اور دکھاوا نہ ہو، دوسرے صدقہ دے کر اسے جتلایا نہ جائے بلکہ "نیکی کر دریا میں ڈال" کے محاورہ کے مطابق صدقہ دے کر بالکل بھول جائے، کیونکہ آپ کا پروردگار اللہ تعالیٰ جس کی رضا کی خاطر آپ نے صدقہ دیا ہے وہ نہ بھولتا ہے نہ فراموش کرتا ہے ﴿لَا یَضِلُّ رَبِّیْ وَلَا یَنْسٰی طه﴾ لہٰذا آپ کو اپنا صدقہ یاد رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ــــ اِسی طرح جس وقت نفلی صدقہ دیا جارہا ہو تو کوشش کرنی چاہئے کہ جب آپ دائیں ہاتھ سے صدقہ کر رہے ہوں تو قریب کے لوگوں کو تو درکنار آپ کے بائیں ہاتھ کو بھی اس کا علم نہ ہو، تاکہ یہ صدقہ اخلاص پر مبنی ہو، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول ہو اور دنیا و آخرت میں اس کے درست ثمرات آپ کو نصیب ہوں۔

(۷) ــــ وَرَجُـلٌ ذَکَرَ اللّٰهَ خَالِیاً فَفَاضَتْ عَیْنَاهُ : وہ آدمی جس نے تنہائی میں

---

(۱) ــــ اظہار کے بجائے کسی کو از خود اندازہ ہو جائے تو کوئی حرج نہیں بلکہ تلک عاجل بشریٰ المؤمن میں داخل ہے لیکن حتی الامکان اپنی نفلی عبادت کا اظہار نہیں کرنا چاہیئے۔

اللہ کو یاد کیا تو اس کی آنکھیں بہنے لگیں۔

کسی بھی مسلمان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت وخشیت عظیم نعمت ہے جو اس کے کمال ایمان کی علامت ہے ___ مجمع میں اللہ تعالیٰ کے ذکر پر آنکھوں میں آنسوؤں کا آجانا بھی رحمت ہے لیکن اس میں ریاء یعنی دکھاوے اور عُجب کا قوی امکان ہے۔ جبکہ تنہائی میں اگر کوئی بندہ مومن اللہ تعالیٰ کو یاد کرے اور اللہ تعالیٰ کی محبت / خشیت سے اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھیگ جائیں تو یہ ایسی نعمت ہے جو آدمی کو عرش کے سایہ میں پہنچادے گی۔ کیونکہ تنہائی میں کوئی دیکھنے والا نہیں ہے۔ صرف آدمی ہے اور اس کا پروردگار ہے ایسی تنہائی میں محبت وخشیت کی کیفیت قلب وجوارح پر طاری ہونا پھر اس محبت وخشیت کا اثر دل سے نکل کر آنکھوں تک آجانا مؤمن کے رگ وپے میں اللہ تعالیٰ کی محبت سرایت کر جانے کی علامت ہے۔ سچّی محبت تو وہی ہے جو صرف محبّ اور محبوب کے درمیان ہو نہ کہ منبر ومحراب اور سڑکوں بازاروں میں اس کا اظہار کیا جارہا ہو ؎

میانِ عاشق ومعشوق رمزے ست
کراماً کاتبین را ہم خبر نیست

(محبت عاشق اور معشوق کے درمیان ایک ایسا راز ہے جس کی کراماً کاتبین فرشتوں کو بھی خبر نہیں ہوتی)

اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ہمیں بھی ان خوش نصیبوں میں شامل فرمالیں۔ آمین۔

معارف السنۃ

رمضان المبارک کے معمولات

(احادیث کی روشنی میں)

تحریر

حضرت مولانا مفتی محمود اشرف عثمانی صاحب دامت برکاتہم

استاذ الحدیث و مفتی جامعہ دار العلوم کراچی

ناشر

مکتبہ معارف السنّہ

ڈاک خانہ دار العلوم کراچی 75180

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مَکْتَبَہ مُعَارِفُ السُّنَّہ

یہ ادارہ قرآن وسنت کی تعلیمات پر مبنی اہم مضامین کی عام اشاعت کے لئے قائم کیا گیا ہے، اگر آپ کو اس رسالہ/کتاب سے دینی فائدہ ہوا ہے تو آپ بھی اس کی اشاعت میں حصہ لیں اور مزید احباب تک اسے پہنچانے کا اہتمام فرمائیں تاکہ یہ رسالہ/کتاب آپ کے اور ہمارے لئے صدقہ جاریہ ثابت ہو۔

ناشر
مَکْتَبَہ مُعَارِفُ السُّنَّہ